

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی / پہلا اجلاس

## مباحثات 2013ء

﴿اجلاس منعقدہ 04/جون 2013ء بمطابق 24/رجب 1434 ہجری بروز ہفتہ منگل﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
2	اسپیکر کی حلف برداری۔	2
3	ڈپٹی اسپیکر کی حلف برداری۔	

شمارہ 2

☆☆☆

جلد 1

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 04 / جون 2013ء بمطابق 24 / رجب المرجب 1434ھ بروز منگل بوقت صبح 11 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سید مطیع اللہ آغا بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا

تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ

الْفٰسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ط

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾

﴿ پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیات نمبر ۱۸ تا ۲۰ ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کہ کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے، اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے ان کو ان کے جی، وہ لوگ وہی ہیں نافرمان۔ برابر نہیں دوزخ والے اور بہشت والے، بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے آج ایک نئی رکن اسمبلی مسماة کشور احمد اپنی عہدہ رکنیت کا حلف اٹھائیں گے۔ لہذا میں محترمہ کشور احمد صاحبہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی نشست پر کھڑی ہو کر میری تقلید میں عہدہ رکنیت کا حلف اٹھائیں۔

(مسماة کشور احمد، رکن اسمبلی نے حلف اٹھالیا)

جناب اسپیکر۔ آپ کو مبارک ہو۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اس سے پہلے کہ میں بلا مقابلہ اسپیکر کے عہدہ کیلئے امیدوار کا اعلان کروں، میں یہ موقع غنیمت جان کر آپ فاضل اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کرنا ضروری سمجھوں گا کہ اگرچہ مجھے اسپیکر کے عہدے پر منتخب ہونے کے بعد اس ایوان کی انتہائی مختصر خدمت کا موقع ملا لیکن اسکے باوجود اس معزز ایوان کے وقار کو ہمیشہ بلند رکھنا اپنا فریضہ اولین سمجھتا رہا۔ آپ کے نئے اسپیکر بھی نہ صرف ایک انتہائی کہنہ مشق پارلیمنٹیرین ہیں بلکہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ رہنے کا دائمی اعزاز رکھنے کے ساتھ ساتھ 6 سال بحیثیت ڈپٹی چیئر مین سینٹ کا بھی ایک وسیع تجربہ رکھتا ہے۔ اور میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ میں اس نمائندہ ایوان کے وقار کے تقاضوں کی روشنی میں بطریق احسن چلانے میں موصوف ایک بہتر اور تجربہ کار شخصیت کے حامل ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی ہر ممکن مدد اور راہنمائی فرمائے۔ اور ساتھ ساتھ میں نئے ڈپٹی اسپیکر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) چونکہ اسپیکر کے عہدے کیلئے دیگر تمام امیدواروں نے تحریری طور پر دستبرداری ظاہر کر دی ہے۔ لہذا صرف ایک امیدوار جناب جان محمد خان جمالی، جسے اسپیکر کے عہدے کیلئے جناب طاہر محمود خان، میراظہار حسین کھوسہ، محترمہ راحت بی بی جمالی اور جعفر خان مندوخیل نے نامزد کیا ہے۔ انکے کاغذات نامزدگی درست قرار پائے گئے ہیں۔ لہذا میں جناب جان محمد خان جمالی کو اس ایوان کے متفقہ امیدوار کے طور پر اسپیکر کے عہدے پر بلا مقابلہ منتخب قرار دینے کا اعلان کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور جناب جان محمد جمالی سے گزارش کرتا ہوں کہ یہاں آ کر اسپیکر کے عہدے کا باقاعدہ حلف اٹھائیں اور کرسی صدارت پر تشریف رکھیں۔

(میر جان محمد خان جمالی صاحب، رکن اسمبلی نے بحیثیت اسپیکر کے عہدہ کا حلف اٹھایا اور صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے۔۔۔ ڈیسک بجائے گئے)

میرجان محمد خان جمالی (اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - معزز اراکین! میں تمہے دل سے آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا اور مجھے منفقہ طور اسپیکر منتخب کیا۔ یہ لکھی ہوئی تقریر ہے، لیکن سیدھی سادھی بات کرنی چاہیے۔ بلوچستان اسمبلی کی عزت اور وقار کیلئے صرف میں کوشاں نہیں رہونگا آپ بھی کوشاں رہینگے۔ اور یہ جو نیا، بہت اچھا start مل رہا ہے ہم کو، اس سے پورے مستفید ہوتے ہوئے ہم نے اپنی پارلیمانی تاریخ رقم کرنی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اس اسمبلی میں 5 سال تک کمیٹیاں نہیں رہیں۔ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بھی نہیں رہی۔ کسی اسمبلی کا فعال ہونا اور بااثر ہونا اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کمیٹیاں نہ ہوں اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی نہ ہو یہی اسمبلی کے وقار کی علامت بنتی ہے۔ اور اسی طریقے سے جو حکومت وقت ہوتی ہے، اُسکی دُرستی بھی ہوتی رہتی ہے۔ یہ تجربہ جو میں اپنے ساتھ لایا ہوں ادھر کارآمد کرونگا۔ میری گزارش ہے سارے پارلیمانی لیڈروں سے کہ اس اجلاس کے فوراً بعد اپنی مینٹننگس کریں۔ کمیٹیز کو بھی دیکھیں کہ ان کمیٹیز میں کن ممبرز کو بھیجا ہے۔ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کیلئے بھی دیکھیں کہ دوبارہ ہمارے صوبے پر یہ الزام نہ آئے کہ جی فنڈز کا ضیاع ہوا ہے۔ سروسز میرٹ پر نہیں دی گئی ہیں۔ اور قانون کو بالائے طاق رکھ کر دوسرے کام کیے گئے ہیں۔ یہ وقت گزر گیا ہے۔ اور یہ ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے کہ انکا ہم تدارک کریں۔ نہیں تو ہمیں تاریخ کبھی معاف نہیں کریگی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے ایک بھائی چارے کی فضا ادھر برقرار رکھنی ہے۔ اور بلوچستان کے عوام کو ایک پیغام دینا ہے کہ ہم اُنکی صحیح نمائندگی کر رہے ہیں اُنکی نیکی اور بھلائی کیلئے اُنکی زندگیاں بہتر کرنے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ مجھے ہر وقت آپ کے تعاون کی ضرورت ہوگی مجھے آپ اپنے ساتھ پائیں گے۔ یہ اسمبلی آپ کیلئے ہے یہ آپ کی آواز ہے اسی سے ہماری عزت بڑھے گی۔ کام ہوگا۔ اور نیت یہی ہے کہ اللہ ہم سب کی عزت برقرار رکھے۔ بہت بہت شکر یہ آپ اراکین کا۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اب ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کا مرحلہ شروع کرتے ہیں۔ چونکہ ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کیلئے دیگر تمام امیدواروں نے تحریری طور پر دستبرداری ظاہر کر دی ہے۔ لہذا صرف ایک امیدوار جناب عبدالقدوس بزنجو صاحب کو اس ایوان کا منفقہ امیدوار کے طور پر ڈپٹی اسپیکر کے عہدے پر بلا مقابلہ منتخب قرار دینے کا اعلان کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور جناب عبدالقدوس بزنجو صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ یہاں آ کر ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کا باقاعدہ حلف اٹھائیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

(میر عبدالقدوس بزنجو صاحب، رکن اسمبلی نے بحیثیت ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کا حلف اٹھایا  
-- ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ابھی میں گزارش کرونگا پارلیمنٹری لیڈرز سے، جو ہیں،  
بولتا جاؤں گا۔ سب سے پہلے میں سردار ثناء اللہ زہری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار  
کریں۔ سب سے پہلے میں پارلیمنٹری لیڈرز سے کہوں گا۔ (ڈیک بجائے گئے)

نواب ثناء اللہ خان زہری: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محترم جناب اسپیکر صاحب! معزز اراکین  
اسمبلی، منتخب نمائندے جو منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آج جو ہماری اسمبلی کی کارروائی ہے، ہم نے بڑی  
فراخ دلی سے اُسکو، جو ہماری بلوچستان اسمبلی کی روایتیں رہی ہیں، اُسکی شروعات ہم نے بڑی اچھی کی  
ہیں۔ اور میں اپنے تمام جو ہمارے نئے دوست آئے ہیں اسمبلی میں اور جو پرانے ہیں کافی  
time سے چلے آرہے ہیں۔ میں بھی کافی time سے اس اسمبلی کا ممبر بننا چلا آیا ہوں۔ تو انشاء اللہ  
جناب اسپیکر! آپ کے تعاون سے اور اپنے تمام دوستوں کے تعاون سے، ہم کوشش کریں گے کہ جو  
ہماری بلوچستان اسمبلی کی روایتیں ہیں اُنکو ہم قائم و دائم رکھیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں بلوچستان ایک  
قبائلی خطہ ہے۔ یہاں کی اپنی قبائلی روایتیں ہیں۔ اور جو لوگ منتخب ہو کر یہاں آتے ہیں وہ بھی کسی نہ  
کسی حوالے سے اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں 1988ء  
سے اس اسمبلی کا ممبر بننا چلا آ رہا ہوں۔ اور میں اپنے حلقے کے عوام کا خصوصاً زہری قوم کے لوگوں کا  
شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ جو اتنا بڑا سانحہ ہوا۔ ہماری جو بلوچی رسم و رواج ہے، میں اپنی  
فاتحہ میں بیٹھا ہوا تھا اُسکے باوجود، میں نے کوئی campaign نہیں کی لیکن میری قوم کے لوگوں نے  
مجھے بغیر campaign کیئے ہوئے منتخب کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ہم پر جو الزامات  
لگتے ہیں بلوچستان کے حوالے سے اُسکی زندہ مثال میں ہوں۔ کہ آج بھی ہماری جو روایتیں ہیں وہ  
زندہ ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور ہماری بلوچ، پشتون، ہزارہ، سیٹلر اور جتنی بھی قومیں یہاں  
آباد ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہم کوشش کریں گے کہ اس اسمبلی کے اندر ہم اپنی روایتوں کو برقرار رکھیں۔  
اور آپ کی سربراہی میں، آپ ایک منجے ہوئے پارلیمنٹری ہیں۔ آپ یہاں کے وزیر اعلیٰ بھی رہے  
ہیں، جناب اسپیکر! دو دفعہ ڈپٹی چیئر مین سینٹ بھی رہے ہیں اور اس اسمبلی میں پہلے بھی آپ آئے  
ہیں۔ اب آپ کو زیادہ بتانے کی اور سمجھانے کی ہمیں میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ اور میں آپ

سے صرف یہ request کرونگا کہ آپ Custodian ہیں اس House کے۔ اپنے سیاسی، اب جس سیٹ پر آپ بیٹھے ہیں وہ آپکو اس چیز کی اجازت نہیں دیتی ہے کہ آپ کسی پارٹی کے favour کریں یا کسی کی حمایت میں جائیں یا کسی کی مخالفت میں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ سیاسی مفادات سے بالائے طاق اپنے آپکو رکھتے ہوئے انشاء اللہ اس ہاؤس کو چلائینگے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپکو اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنے تمام دوستوں کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور تمام دوستوں سے یہی توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کو چلانے میں آپکے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور آپ بھی اس ہاؤس کو، جس طرح پہلے ہمارے دوست گزرے ہیں اسپیکر یہاں انہوں نے غیر جانبدارانہ طریقے سے چلایا ہے آپ بھی اسی طرح اسکا مظاہر کریں گے۔ اور آپ کی فیملی سے بھی ہم یہی توقع رکھتے ہیں کیونکہ آپ کی جو فیملی ہے وہ وضع داری میں بہت مشہور ہے۔ اور آپ جعفر خان جمالی کی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جس طرح آپ کی فیملی نے ہر موقع پر غیر متنازعہ ہونے کا ثبوت دیا ہے آپ بھی غیر متنازعہ ہو کر اس اسمبلی کو چلائینگے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: شکریہ۔ شکریہ۔ مولانا واسع صاحب! please، میں اس طرح آتا جاؤنگا۔

سب کو موقع دیتا جاؤنگا۔ پہلے Leader of the Parliamentary Groups.

مولانا عبدالواسع: شکریہ جناب اسپیکر! نَحْمَدُهْ، وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ. اَمَّا بَعْدُ. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ، عَنْ رَعِيَّتِهِ اَوْ كَمَا قَالِ عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَامُ. جناب اسپیکر! نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ”ہر ایک شخص آپ لوگوں میں سے ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں وہ مسؤلیت رکھتے ہیں“۔ لہذا آج جو ذمہ داری آپ کے اوپر آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! مجھے یقین ہے کہ آپ اُسکو اسلامی اور یہاں کی قبائلی روایات اور اقدار کے مطابق نبھائینگے۔ اور اپنی یہ ذمہ داری کے بارے میں آپکے ذہن میں ہو کہ مجھ سے مسؤلیت ہوگی۔ انصاف کے حوالے سے بھی اور اس صوبے کے حالات اور اس صوبے کے تمام معاملات کے حوالے سے بھی۔ اس ہاؤس کے Custodian اور اس کے سربراہ کی حیثیت سے۔ لہذا میں اللہ سے یہی دُعا کرتا ہوں کہ اللہ آپکو اور ہم سب نمائندے جو elect ہو کر آئے ہیں۔ اُن

سب کو اپنی اپنی حد تک جتنی انکی ذمہ داریاں ہیں اُنکو نبھانے اور اُنکو احسن طریقے سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جناب اسپیکر! اسکے ساتھ ساتھ، ابھی آپ اس منصب پر اور اس کرسی پر براجمان ہوئے، تو میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے اور پورے ہاؤس کی طرف سے آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ جل جلالہ آپکو توفیق دے دے۔ جناب اسپیکر! یہ صوبہ، یہاں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ممبران ہیں یہ عوام کے نمائندے ہیں۔ قبائلی لحاظ سے اگر دیکھا جائے ہمارے پشتون، بلوچ اور یہاں جتنے بھی اقوام آباد ہیں انکے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ اس صوبے کا جرگہ ہوتا ہے۔ اسلامی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس صوبے اور اس خطے کیلئے ایک شوری ہوتا ہے۔ اور ہماری زبان میں تو اسمبلی، لہذا جناب اسپیکر! شورائی نظام، قبائلی جرگے کا جو نظام ہے۔ یہاں بڑے بڑے نواب، بڑی بڑی قوموں کے سربراہ، سردار، یہاں عوامی نمائندے بیٹھے ہیں اُنکو پتا ہے کہ جرگے کے اندر، جو جرگے کا سربراہ ہوتا ہے وہ تمام اقوام اور تمام لوگوں کیلئے یکساں نظر رکھتا ہے۔ اور پھر وہ جرگہ اُس وقت تک وہ تحلیل نہیں کرنے دیتے جب تک وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے جب تک ایک نتیجہ نہیں دیا جائے۔ لہذا جناب اسپیکر! اس اسمبلی کے اندر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو اپنی روایات ہیں یہاں اپنا طریقہ کار ہے۔ یا شورائی نظام کے حوالے سے جو شوری بیٹھتے ہیں۔ تو پھر وہ سر جوڑ کے بیٹھتے ہیں۔ لیکن جب تمام مشاورت مکمل ہو جاتی ہیں تو پھر اس کے بعد فَاذَا عَظَمَتَهُ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔ پھر ایک ایسا ٹھوس فیصلہ دیتے ہیں ادھر ادھر آگے پیچھے نہیں دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا ہے۔ جب ایک مشاورت مکمل ہو جاتی ہے پھر اللہ پر توکل کر کے ایک ایسا فیصلہ دیتے ہیں پھر اللہ اسمین برکت بھی ڈالتا ہے اور وہ اس قوم، اس صوبے اور اس ملت کے مفاد میں بھی ہوتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم بھی اس ہاؤس کو اگر اس انداز میں چلائیں جیسے ہماری روایات چلی آرہی ہیں۔ ہمارے اقدار ہیں۔ ہمارے ایک دوسرے کا احترام ہے۔ ایک دوسرے کی عزت ہے۔ اور آپ بحیثیت سربراہ، ایک صدر، ایک بڑے ہونے کے آپ بھی اس پر ایسے فیصلے اور ایسے با احترام اور باوقار طور پر، تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے فیصلے اس قوم اور ملک کے فائدے کیلئے نہیں ہونگے۔ لیکن کمزوریاں اُس وقت آتی ہیں جناب اسپیکر! ادھر تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا جرگہ ہے۔ اور ہمارا شوری ہے۔ اور ہم روایات کی بات تو کرتے ہیں۔ ہم اقدار کی بات تو کرتے ہیں۔ ہم اس صوبے کے مظلوم عوام کی بات تو کرتے ہیں۔ ہم انکے حقوق حاصل کرنے کی تو بات کرتے ہیں۔ ہم انکے مفاد

کیلئے بات تو یہاں کرتے ہیں۔ لیکن روایات، عملی طور پر ہم اغیار سے سبق لیتے ہیں۔ ہم ان کے طریقوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ہم یہاں اس طرح شور و غل پیدا کرتے ہیں اس طرح حالات پیدا کرتے ہیں کہ کوئی صحیح بات کر نیوالا یہ نہیں سمجھا سکتا کہ میں اپنی بات لوگوں تک کس طرح پہنچاؤں میں کس طرح لوگوں کو سمجھاؤں۔ تو اگر شور و غل اور اس طرح جھگڑا وغیرہ پیدا کرنا تاکہ کسی رکن اسمبلی کی کوئی صحیح بات سنی نہ جائے۔ تو جناب اسپیکر! مشرکین اور منافقین کا بھی یہی طریقہ کار تھا کہ جب پیغمبر ﷺ کسی مجلس میں بیٹھتے۔ اور وہ لوگوں کو بتاتے۔ لیکن حالات اس طرح ہو گئے تھے اور قرآن کریم میں ہے کہ وَلَغَوْفِيهِ لَعْنُ الْكَاكِهَنَ اپنے لوگوں سے یہ تھا کہ اسمیں شور و غل پیدا کر لیں تاکہ پیغمبر ﷺ کی باتیں لوگوں تک نہ پہنچ سکیں۔ جناب اسپیکر! ہم بات تو روایات اور اقدار کی کرتے ہیں لیکن تقلید ہم مغرب کی کرتے ہیں اغیار کی کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو سُننے نہیں دیتے نہ خود سُنتے ہیں۔ اگر یہ طریقہ کار ہے اور پارلیمانی سیاست ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسمبلی میں سب سے اچھا اور بہتر شخص وہ ہے جو شور و غل پیدا کرے کسی کو صحیح بات نہ ہونے دے۔ اور میڈیا پر آجاتے ہیں اور میڈیا کی زینت بن جاتے ہیں۔ اور breaking news چل جاتے ہیں ”کہ اس نے اُسکو اتنی گالیاں دے دیں۔ اُس نے اُسکو اتنی گالیاں دے دیں۔ اُس نے یہ کر دیا، اُس نے وہ کر دیا۔ اور پھر اسپیکر اُسکو بات کرنے نہیں دیتا“ اگر ہم اس طرح کرتے ہیں، تو میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! جیسے 62 سال ہمارے اوپر گزرے ہیں۔ آج بھی ہم رورہے ہیں اس صوبے کیلئے اس عوام کیلئے کہ ہمارے حالات اور ہماری تقدیر نہیں بدلی۔ تو اگر ہم نے انہی روایات کو برقرار رکھا ”کہ فلاں اسمبلی میں اس طرح ہوتا ہے، فلاں اسمبلی میں اس طرح ہوتا ہے۔ لہذا ہم بھی یہ کریں گے“۔ تو پھر ہماری حالت نہیں بدل سکتی جناب اسپیکر! کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ ”جو قوم اپنی تقدیر بدلنے کیلئے کوشش نہیں کرتی تو اللہ انکی تقدیر نہیں بدلتا“ لہذا ہم نے اپنی تقدیر بدلنے کیلئے، کچھ اپنے اقدار جو کہ ہم اقدار کی بات کرتے ہیں۔ کچھ اپنی روایات جو کہ ہم اپنی قبائلی روایات کی بات کرتے ہیں۔ کچھ اپنی اسلامی روایات جو کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ تو پھر ہم اُس طرح انداز گفتگو۔ مجھے یقین ہے جناب اسپیکر! کہ آپ اور مجھے تمام اراکین سے یہی توقع ہے کہ آپ اس اسمبلی کے اندر، اس صوبے کے جو بڑے بڑے مسائل ہیں، عوام کے جو زخم ہیں۔ یہ صوبہ جو پورے پاکستان میں پریشانی کے حوالے سے کہ ادھر اس طرح کے حالات ہیں کہ پوری دنیا کی نظریں اس صوبے پر ہیں کہ اس صوبے میں اس طرح کے حالات ہیں کہ

یہاں اتنے بڑے بڑے مسائل ہیں۔ جناب اسپیکر! یہاں اس صوبے کے مسئلوں کو اگر اٹھائیں تو ہم کس منہ سے عوام کے پاس جائیں گے ”کہ ہم نے آپ کے لیے یہ کیا“ جناب اسپیکر! یہاں احساس محرومی ہے۔ احساس محرومی تو درکنار اب ہمارے لیے یہاں دُنیا نے ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں کہ اب ہمارے ڈاکٹر عبدالملک صاحب جو کہ نامزد ہو گئے اور وہ آج اس کہنے پر مجبور ہو گیا ہے ”کہ اس صوبے میں target killings اور اغوا برائے تاوان اور لاشیں پھینکنے کا سلسلہ ختم کریں گے“۔ یعنی دُنیا نے ہمیں اس نکتے پر پہنچا دیا کہ آج ہم اپنی قوم کو یہ خوشخبری سناتے ہیں کہ ہم آپ کے لیے اتنے تعلیم کے مواقع پیدا کریں گے اتنے صحت کے مواقع پیدا کریں گے اس ترقی یافتہ دور میں اس طرح ہم آپ کو دُنیا کے سامنے لائیں گے۔ لیکن یہ کیا ہے اب ہمارے نامزد وزیر اعلیٰ اس بات پر مجبور ہیں وہ اپنے لوگوں کی جان بچانے کیلئے آج یہ اعلان کرتے ہیں۔ تو دُنیا نے اس طرح کے حالات ہمارے اوپر مسلط کر دیے۔ یہ سب ہماری بے اتفاقی کی وجہ سے یہ سب ہمارے اپنے درمیان اختلافات کی وجہ سے یہ ہمارے اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں یہ بات اس لیے floor پر لانا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے ذہن، آگے جا کر ہم نقشہ دیں۔ آپ کی اسی گُرسی پر ایک محترم براجمان تھے اور اس ہاؤس میں صوبائی خود مختاری کی قرارداد پیش ہوئی۔ تمام پارلیمانی جماعتوں نے اس پر اتفاق کر لیا۔ اور رائے شماری کے وقت نہ صرف یہ بلکہ اُسی صدر مجلس نے walkout کیا اور یہ گُرسی چھوڑ دی۔ اور ہم نے یہاں سے ایک رکن وہاں بٹھا دیا۔ اب مجھے بتاؤ، صوبائی خود مختاری پر کس کا اختلاف ہے؟ کسی بھی جماعت سے تعلق رکھنے والا بلوچستان اسمبلی کا کوئی بھی رکن خواہ وہ مسلم لیگ (ن) سے ہو، خواہ وہ پشتونخوا سے ہو۔ خواہ وہ بی این پی (عوامی) اور بی این پی (مینگل) وغیرہ سے ہو، نیشنل پارٹی سے ہو، مسلم لیگ (ق) سے ہو، جمعیت علماء اسلام سے ہو، جو بھی ہو۔ لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی اس سے اختلاف رکھتا ہو۔ لیکن اُس دن کیا ہوا۔ کچھ قوتوں کیلئے یہ ناقابل برداشت تھا۔ وہ قوتیں جو 65 سال سے 66 سال سے ہمیں خود مختاری نہیں دینا چاہ رہی تھیں وہ قوتیں سرگرم عمل ہو گئیں اور اسپیکر صاحب اُسکی تاب نہ لاتے ہوئے کرسی چھوڑ دی۔ اب مجھے بتائیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور یہ کہاں کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا تقاضا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اگر ہمارے فیصلے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پیچھے سے انتظار کرتے ہیں۔ تو پھر ہم ان لوگوں کو ورغلانے کی کوشش نہ کریں۔ کہ ہم وہاں جا کر الیکشن اور انتخابات میں لوگوں کو کہتے ہیں ”کہ ہم آپ کو خود مختاری

دینا چاہتے ہیں۔ ہم مرکز سے آپکے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپکو ایک ترقی یافتہ platform پر لانا چاہتے ہیں۔ یہ دھوکے کی بات ہے تو ہم کھل کر لوگوں سے یہ کہہ دیں کہ بھئی! ہمیں ووٹ دے دیں۔ اور مجھے ووٹ دینا چاہیے کیونکہ مجھے اسمبلی کی ممبری کا شوق پڑا ہے۔ وہاں جو سارے لوگ بیٹھے ہیں میں بھی وہاں جا کر یا ذاتی مفادات حاصل کر لیتا ہوں یا اپنی personality میں کچھ اضافہ ہو جاتا ہے۔ تو لوگ ویسے ہمیں ووٹ دیتے ہیں۔ کیوں ہم لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ خود مختاری ہے۔ آپکے حقوق کے حصول ہیں۔ اسلام کا نظام عدل ہے۔ لہذا جناب اسپیکر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے آپکو یقین دلاتا ہوں اور اس ہاؤس کو بھی یقین دلاتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نئے پاکستان کی باتیں جو لوگ کر رہے ہیں کہ ہم یہاں نیا پاکستان بنانا چاہتے ہیں، ہم نیا پاکستان نہیں چاہتے ہم اُس پرانے پاکستان کو جس قرار و مقاصد کے تحت حاصل کیا گیا تھا ہم اُس پاکستان کو چاہتے ہیں جو 1973ء کا تقاضہ ہے۔ یہ نیا نیا والی باتیں خوشنما ہیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) لیکن یہ لوگ خواہ مخواہ اس قسم کی خوشنما باتیں کر کے ہمارے درمیان سے روایتوں کو اقدار کو نکالنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے عقیدے سے اسلام کے نظام عدل کو نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم نے ملک حاصل کر لیا۔ ہر ایک بڑے بڑے دعوے کرتا ہے کہ اس پاکستان کا مطلب کیا ہے، 14 اگست پر۔ تَوَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اس سے نکل کر تو پھر نہ کوئی لَا إِلَهَ جانتا ہے نہ کوئی إِلَّا اللَّهُ، کچھ بھی نہیں جانتے ہیں اور نئے پاکستان کا ورد کرتے ہیں کہ نیا پاکستان، جناب اسپیکر! آج اس floor پر تمام پارلیمانی لیڈروں کو تمام اراکین اسمبلی کو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ جمعیت علماء اسلام اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہوئے حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار ہے۔ اُس شرط پر کہ ہم عوام کے حقوق، جلسوں میں اور الیکشن کے دوران جو ہم نے عوام سے وعدے کیے ہیں اُنکی بنیاد پر، حکومت کے اگر اقدامات اس طرح ہوں۔ حکومت کے فیصلے اگر اس طرح ہوں۔ تو ہم اُسکے ساتھ تعاون کیلئے شانہ بشانہ، قدم بہ قدم تیار ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر! اگر حکومتی اقدامات کچھ ادھر ادھر کے ہوں، تو جناب اسپیکر! میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ بحیثیت اپوزیشن بحیثیت ایک اسمبلی ممبر یا حکومتی پنچر سے کوئی رکن ہو۔ صوبے کے مفاد میں بات کرنا ہر ایک کا حق ہے اور آپ نے اُنکو floor دینا ہوگا۔ اور پھر یہ آپ پر ذمہ داری ہے کہ اگر اسی طرح تمام قرار و پاس ہو کر اور رڈی کی ٹوکری میں ڈال دیں۔ پھر جناب اسپیکر! مسئلہ حل نہیں ہوتے یہ پھر آپکی ذمہ داری بنتی ہے کہ یہاں سے جو تجاویز

آپ کے سامنے آگئیں۔ آپ آخر تک یہ فائل اپنی بغل میں اٹھا کر، جن جن اداروں سے، جن جن قوتوں سے، خواہ مرکز سے تعلق ہو یا صوبے سے ہو، ایک نتیجے پر پہنچانے کی ذمہ داری جناب اسپیکر! یہ آپ کی ہے۔ میں آپ کا شکر یہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کیونکہ آپ ڈپٹی چیئرمین سینٹ بھی رہے ہیں۔ اس صوبے کے اندر آپ کی سیاست اور آپ کے خاندان اور آپ کی پوری فیملی کی سیاست کا ایک role اور تاریخی کردار ہے۔ اور آپ کا تجربہ ہم سب سے زیادہ ہے۔ آپ ہمارے چیف منسٹر بھی رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے تجربات، صرف ہم دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے شاید یہ بات کر لیں۔ بہر حال تمام مسائل، کیونکہ وہاں مرکز کے اندر، وہاں سینٹ میں ہوتے ہوئے بلوچستان کی حالت تو آپ کو معلوم تھا کہ مرکزی حکومت میں بلوچستان کی کیا حیثیت ہے اور اسٹیبلشمنٹ اس کو کیا حیثیت دیتی ہے۔ کسی کھاتے میں اس کو شمار نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کو کسی کھاتے میں ڈالنے اور ایک مقام دلانے کیلئے یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ اگر سرکٹ جاتا ہے تو بھی کٹ جائے۔ لیکن اس عوام کو اور اس ہاؤس کو مقام دلانا یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ اور ہم یہ عہد کر لیں تو انشاء اللہ العزیز جناب اسپیکر! یہ ہاؤس باوقار اور یہ صوبہ، اللہ نے اس کو دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ یہ جو کوئی کہتا ہے ”کہ یہ غریب اور پسماندہ صوبہ“۔ یہ غریب مرید والی باتیں ابھی ہم چھوڑ دیں۔ ہم دولت سے مالا مال ہیں۔ لیکن اپنی دولت کو کیش کرنے کیلئے ادھر ادھر نہ دیکھیں اپنے فیصلے خود کر لیں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ تو جناب اسپیکر! پھر ہماری تقدیر بدل جائیگی۔ وَآخِرُالدَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر۔ شکر یہ۔ نواب ایاز جوگیزئی صاحب!

نواب محمد ایاز خان جوگیزئی۔ نَحْمَدُهٗ، وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو بحیثیت اسپیکر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایک اہم وقت میں، ایک اہم مرحلے میں اس ہاؤس نے بحیثیت اسپیکر آپ پر اعتماد کیا۔ اور آپ وہ شخصیت ہیں ماضی میں آپ کو experience حاصل ہے بحیثیت ڈپٹی چیئرمین سینٹ کے۔ اور آپ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ اور آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ اس ہاؤس کو بیلنس رکھیں گے۔ آپ کا جو role بنتا ہے بحیثیت اسپیکر اور اس اسمبلی میں، اس بلوچ اور پشتون صوبے کی اسمبلی میں جو ہمارے

ساتھ ہزارہ برادری بھی ہے، سٹیٹرز بھی ہیں، ایک حوالے سے تو یہ اسمبلی ماضی میں قبائلی روایات کے تحت اچھی کارکردگی بھی ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر اُسکے روزمرہ کاموں کو دیکھا جائے تو ماضی میں بہت ساری کوتاہیاں بھی اسمیں ہوئی ہیں اور کمزوریاں بھی۔ یعنی آپ نے خود کہا کہ سب سے پہلے کمیٹیاں بننی چاہئیں۔ کیونکہ ہم خود نیشنل اسمبلی اور سینٹ میں رہ چکے ہیں۔ وہاں Sub-Committees اُن powers کو حاصل ہوتی ہیں۔ اور جب کمیٹیاں فیصلے کرتی ہیں consensus کے ساتھ وہ صوبے کیلئے عوام کیلئے اور حلقوں کیلئے مثبت ہوتے ہیں۔ لیکن ماضی میں اس ہاؤس میں کوئی کمیٹی بھی نہیں تھی۔ یعنی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی جیسے اہم کمیٹی، وہ اس ہاؤس میں نہیں تھی۔ آپ سے یہی گزارش ہے کہ پہلے مرحلے میں یہ کمیٹیاں بننی چاہئیں۔ اور وہ اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ہم پر اعتماد کیا ہم پر trust کیا ہمیں اس ایوان تک پہنچایا۔ ہم لوگ اُس عوام کے، اپنے حلقے کے عوام کے، اپنے ساتھیوں کے حلقوں کے عوام کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم پر اعتماد کیا۔ اور اس اہم جگہ پر ہمیں پہنچایا۔ اللہ پاک کا قرآن عظیم میں یہ فرمان ہے کہ ”نہیں بدلتا میں اُس قوم کی حالت جو قوم اپنی حالت بدلنے کی خود کوشش نہیں کرتی“۔ اس وقت اس صوبے میں ایک گھمبیر حالت ہے۔ یعنی دنیا جہاں کی جو بیماریاں ہیں وہ اس صوبے میں لگی ہیں۔ اس صوبے کو اچھے doctors ملنے چاہئیں تاکہ وہ اُن بیماریوں کا علاج کر سکیں۔ ہم اس وعدے اور اس commitment کے ساتھ اس ہاؤس میں آئے ہیں کہ یہاں آ کر ہم، جتنے بھی فیصلے ہونگے وہ merit پر ہونگے۔ ہر فیصلہ merit پر ہوگا۔ کیونکہ عوام ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ ہمیں عوام کی توقعات پر پورا اُترنا ہوگا۔ اور خدا نہ کرے اگر ہم عوام کے، میں اپنی بات کرتا ہوں۔ اگر میں عوام کی توقعات پر پورا نہ اُترتا تو میں اُسی دن اس ہاؤس کو چھوڑ جاؤں گا۔ ہمیں یہاں عوام کے حقوق کیلئے fight کرنا ہوگا۔ ماضی میں جو غلطیاں ہوئی ہیں۔ جو کارکردگی اس اسمبلی کی رہی ہے لوگ اُن کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ تو اسی لیے ہمیں عوام نے بھیجا ہے۔ اُس حالت کو بدلنے کیلئے، بدتری سے بہتری کی طرف لیجانے لیئے۔ ہم پر trust کیا ہے۔ ہم پر اعتماد کیا ہے۔ ہمیں اس ایوان تک پہنچایا ہے۔ تو اللہ پاک ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس صوبے کے عوام کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں ہم اُنکی توقعات پر پورا اُتریں۔ انشاء اللہ اسمبلی کا ایک مرحلہ جو oath ceremony تھا وہ ہو گیا۔ دوسرا مرحلہ اسپیکر شپ کا جو آج بخیر و خوبی ہوا۔ اور تیسرا مرحلہ جو Leader of the House کا ہوگا۔ اُسکے بعد انشاء اللہ ہم

اس ہاؤس میں بولیں گے۔ ہم سُننا بھی جانتے ہیں اور سُننا بھی جانتے ہیں۔ تو ایک بار پھر، کیونکہ اور چیزوں پر بعد میں پھر ہم باتیں کرتے رہینگے۔ تو آج اتنا ہی موقع ہے کہ سارے ساتھی اس پر بات کریں گے۔ تو آخر میں ایک دفعہ پھر میں آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور آپکے ڈپٹی اسپیکر، عبدالقدوس بزنجو صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔  
-- (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: شکریہ نواب صاحب۔ ڈاکٹر مالک! please take the floor.

**Dr. Abdul Malik Baloch:** Thank you Mr. Speaker. I really congratulate you and Mr. Qudoos on behalf of National Party for holding this great job and respectable positions. Mr. Speaker! I hope you will maintain the decorum and impartiality of this House. I really appreciate your efforts which you have done in Senate. I enjoyed so many times. I worked with you in Senate. In some times the people blamed us. It is not a Senate, it is the Assembly of Balochistan and I hope as we enjoyed what there and we will enjoy over here. This is my first request to you that the Committees should be formed. Without forming the Committees there will be no check on government. Because we want a transparent government, free from corruptions and I hope this august House will considers, this House is House. Our first priority will be of this House. We don't want to repeat the previous examples. کہ میڈیا میں آئے ”کہ جی! House ہاؤس میں تو 3 بندے تھے۔ یہاں کوئی نہیں تھا۔“ میں اپنے تمام دوستوں سے، پارلیمنٹیرینز سے گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو attend کرنا ہماری پہلی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم نے یہ ذمہ داری نہیں نبھائی Because there is an information Act. Everybody is watching us.

کو microscopely وہ دیکھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر سارے ذمہ دار لوگ تمام پارٹیوں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ Coalition Governments اور دوسرے ہمارے دوست ہم سب ملکر اس عذاب سے بلوچستان کو بچائیں گے۔ اور میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس کے decorum اور اپنی غیر جانبداری کو maintain رکھیں گے۔ اور یہ ہم prove کریں گے کہ ہم بڑے سنجیدے لوگ یہاں آئے ہیں۔ ہم سنجیدہ discussions کریں گے۔ ہم اپنے مسائل کا سنجیدہ طریقے سے حل ڈھونڈیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسمیں ہم کامیاب ہوئے، اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کریگا۔ اور آپ کی موجودگی میں، کیونکہ You are a very experienced man. You have worked as a Deputy Chairman and Chief Minister of this province. خیال میں آپ سے زیادہ experience ہم میں نہیں ہے، جو آپ کی اس کرسی کو Chair کرے۔ I again آپ کو اور قدوس جان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اس اُمید کیساتھ کہ ہم بلوچستان کی، اس ہاؤس کی، عوام میں، پاکستان میں، بلوچستان میں، اسکی عزت کو بلند رکھیں گے۔ اور اپنے اُوپر کوئی ندامت آنے نہیں دینگے۔ Thank you very much. (ڈیک۔ تالیاں بجائی گئیں)

جناب اسپیکر۔ شکر یہ۔ اور ہمارے ہاؤس میں جو visitors بیٹھے ہیں اُن سے گزارش ہے کہ ہاؤس کے اندر تالیاں نہیں بجائی جاتیں یہ اصول ہوتا ہے۔ نعرے لگائے جاتے ہیں نہ تالیاں بجائی جاتی ہیں خاموشی سے سنا جاتا ہے۔ اور ممبران کو صرف ڈیک بجانے کی اجازت ہوتی ہے۔ شکر یہ۔ زمر خان! آپ ANP کی نمائندگی کریں۔ اسکے بعد رضا صاحب! آپ تیار ہیں اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنے کیلئے؟

انجینئر زمر خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے میں جناب اسپیکر آپ کو اور ڈپٹی اسپیکر، قدوس بنجو صاحب کو اپنی طرف سے اور اپنی عوامی نیشنل پارٹی کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے اپنی کرسی سنبھالتے ہوئے جو باتیں کیں۔ شاید ہمارے ذہن میں بھی وہی باتیں ہیں۔ اور وہی باتیں کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ لیکن آپ نے پہلے خود ہی فرمایا کہ ہاؤس کو کس طرح چلانا چاہیے۔ ممبروں کا کس طرح خیال رکھنا چاہیے۔ میں تو نصیحت نہیں صرف آپ سے گزارش ہی کر سکتا ہوں۔ کہ ماضی میں کچھ ایسے ہی اقدامات ہمارے ساتھ ہوئے

تھے اسمبلی میں کہ یہاں پر اپنے ذاتی مفادات کو دیکھ کر، ذاتی دشمنی کو دیکھ کر، کچھ ممبروں کو بولنے کا حق نہیں دیا جاتا تھا۔ میں اپنی بھی بات کر سکتا ہوں کہ جب کراچی میں ہمارے ساتھ، پشتونوں کے ساتھ یا بلوچوں کے ساتھ کوئی ظلم ہوتا، وفاق میں ہمارے صوبے کے ساتھ جو اقدامات ہوتے تھے اُنکے متعلق اگر ہم اسمبلی میں بولتے تھے تو ہمیں اجازت نہیں ملتی تھی۔ میں یہ گزارش آپ سے کرونگا کہ اس پورے ہاؤس کا خیال رکھتے ہوئے۔ تمام ممبران، یہاں اگر قائد ایوان سے لیکر اپوزیشن لیڈر یا منسٹرز یا کوئی بھی ممبر بیٹھا ہوا ہو، سب کی ایک حیثیت ہے۔ سب یہاں بلوچستان کے اقوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے علاقے کے مسائل کے ذریعے آواز پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں صرف اتنا کہوں کہ ہماری جو بھی آواز ہوگی، وہ آپ ایک بہتر طریقے سے ایک غیر جانبدارانہ طریقے سے، وفاق تک، پاکستان کے ہر کونے تک اور دُنیا کے ہر کونے تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ماضی میں ہم یہاں جب بھی کوئی قرارداد پیش کرتے تھے یا کوئی بھی آواز اُٹھاتے تھے تو ہماری وہ قرارداد وفاق میں ہم نے دیکھے ہیں کہ وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک کر اُسکی کوئی اہمیت نہیں ہوتی تھی۔ اگر ہم مل جل کر ایک اتفاق اور اتحاد سے سب اپنے سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس بلوچستان کے پشتون، بلوچ، ہزارہ اور سینٹر کے حق کیلئے آواز اُٹھائیں گے۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وفاق سے وہ حقوق جو ہمیں ملنے کی توقع ہے وہ نہ ملیں گے۔ کیونکہ 65 سال بلوچستان کو محرومیوں کا سامنا ہوا ہے۔ اور یہاں ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں۔ آج تک وہ سب کے سب وفاق سے ہوئی ہیں۔ ہمارے بلوچستان کی اس Parliament کی کوئی حیثیت کسی نے تسلیم نہیں کی۔ اگر ہم سمجھتے ہیں تو ہم مل جل کر اس آواز کو وفاق تک پہنچائیں گے۔ اور یہاں اگر ہماری لاشیں ملتی ہیں، بد امنی ملتی ہے۔ ہمارے ساحل و وسائل کی جب ہم بات کرتے ہیں۔ اُس پر ہمیں حق نہیں ملتا ہے۔ اور اُن محرومیوں کو دُور کرنے کیلئے جب ہم آواز اُٹھاتے ہیں۔ اُسکو کوئی سُننے والا نہیں ہوتا۔ تو پھر کس طرح ہم جائینگے؟ اور کس حیثیت سے ہم وفاق سے اپنے حق کی بات کریں گے؟ تو وہ ایک ہی آپ ہو سکتے ہیں۔ کہ آپ اس کرسی پر بیٹھ کر ہمارے ان دوستوں کی، یہاں ہمارے جو بھائی رہتے ہیں۔ اُنکو سُن کر اور ہماری اُس آواز کو آپ ہی پہنچا سکتے ہیں۔ اور اس توسط سے، اس ایوان کے توسط سے ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں کہ آپ غیر جانبدار رہیں۔ اور یہاں جو بھی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں سب کو ایک ہی نظر سے دیکھ لیں۔ اپنے ذاتی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر، ہم اُمید رکھتے

ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم اگر اپوزیشن میں رہتے ہوئے بھی انشاء اللہ، قائد ایوان بھی یہاں بیٹھے ہونگے۔ اسپیکر صاحب بھی بیٹھے ہونگے۔ اور جو بھی وزراء صاحبان ہونگے۔ ہماری مدد، ہمارا جو cooperation ہوگا وہ اس صوبے کے مفاد میں اور اس صوبے کے حق کو حاصل کرنے کیلئے اُنکے ساتھ رہے گا۔ میں آخر میں پھر آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ قدوس بن جو صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور انشاء اللہ اُمید رکھتے ہیں کہ ہم ساتھ ہی چلیں گے۔ اور آپ ہمارا خیال رکھیں گے ہم آپ کا خیال رکھیں گے۔ شکر یہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر۔ شکر یہ۔۔۔ جی سید رضا صاحب! Please take the floor! وہ مجھے مکمل کرنے دیں۔ Parliamentary Leaders جی، جی۔ ہاں جعفر خان مجھے نظر نہیں آئے۔ رضا صاحب کے بعد آپ پھر بات کریں گے۔ Thank you میں جعفر خان صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا وہ موجود نہیں ہیں۔

سید محمد رضا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَّصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَّصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

جناب اسپیکر! آپ کی جانبداری یا غیر جانبداری کے حوالے سے کوئی بھی بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ absurd ہوگا۔ That's totally absurd. کیونکہ ہم سب آپ کو جانتے ہیں۔ آپ کی ذات ان ساری چیزوں سے بالاتر ہے۔ اور آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں ہم سب کہ بلا مقابلہ آپ منتخب ہوئے۔ اور یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ آئندہ انشاء اللہ آپ اسی طرح سے اس ہاؤس کو چلاتے رہیں گے۔ معزز اراکین اور سب صد قابل احترام حاضرین! آپ سب جانتے ہیں کہ ہم نے محبت، اخوت، بھائی چارے کی ایک نئی تاریخ رقم کی افہام و تفہیم کے ساتھ نہ صرف سی ایم، گورنر، اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس سلسلے میں آپ نے دیکھا کہ تقریباً سارے ہی بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔ اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی انشاء اللہ اسی افہام و تفہیم اور اسی سیاسی بصیرت اور شعور کا ہم مظاہرہ کریں گے۔ کیونکہ یہ زمین جس پر ہم اس وقت رہ رہے ہیں اور جن کی ہم نمائندگی کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ زمین ہماری لہو، لہو ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہاں، اس ہاؤس میں بھیجا ہے، بہت اُمیدوں کے ساتھ۔ بہت زیادہ اُمیدوں کے ساتھ اُنہوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ کونسا ایسا بندہ ہے جسکو اَمْن و امان کا مسئلہ اس وقت درپیش نہیں؟ ٹھیک

ہے سارے کے سارے بنیادی انسانی مسائل اپنی جگہ۔ ہمارے ساتھ پانی کا مسئلہ ہے، روڈ کا مسئلہ ہے، تعلیم کا مسئلہ۔ ابھی جیسے انہوں نے فرمایا کہ ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ بالکل یہ سارے مسائل اپنی جگہ۔ لیکن percent of the people آ پکو یہ جواب دیں گے کہ سب سے بڑا مسئلہ ہمیں درپیش ہے وہ ہے امن و امان کا۔ لوگ اپنے کاروبار کیلئے گھروں سے نکل سکتے ہیں نہ students پڑھنے کیلئے جاسکتے ہیں۔ کچھ پتا نہیں کہ کب کیا ہوگا۔ ایک ایک گوشے میں، ایک ایک کونے میں امن و امان کا مسئلہ ہے۔ اور میں ذاتی طور پر اور اپنی پارٹی کی طرف سے یہ کہوں گا کہ چاہے وہ ٹارگٹ کلنگ کا مسئلہ ہو، چاہے وہ bomb blasts کا مسئلہ ہو، چاہے Security Forces پر حملے کی صورت میں کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے۔ چاہے Settlers کو target کیا جاتا ہے، چاہے مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں، چاہے Missing Persons کا مسئلہ ہو۔ ہم سب کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ سب غیر انسانی افعال ہیں یہ نہیں ہونی چاہئیں انکی روک تھام ہونی چاہئے۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ امن و امان کا ہے۔ سب سے پہلے انتہائی جنگی بنیادوں پر ہمیں اس مسئلہ کو حل کرنا ہوگا۔ اسکے علاوہ جب تک عدل و انصاف نہیں ہوگا یہ سارے سلسلے اسی طرح چلتے رہیں گے۔ ہمیں انصاف کے کٹھرے میں اٹکولانا ہوگا جو ان چیزوں کے ذمہ دار ہیں۔ کبھی کسی پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کبھی کسی کی طرف اٹکی اٹھائی جاتی ہے۔ لیکن یہ سارے کے سارے مسئلے ہم نے مل جل کر افہام و تفہیم اور بھائی چارے کے ساتھ حل کرنے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس طرح سے ہم نے ایک تاریخی مرحلہ طے کیا House تک پہنچنے کا۔ پھر اُس سے بڑا مسئلہ، ایک دوسرا مرحلہ ہم نے طے کیا، عوامی نمائندوں نے، Leader of the House چننے کا۔ اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کا مسئلہ۔ اُس سے بھی بخیر و خوبی ہم گزر گئے۔ اب انشاء اللہ اس House نے مل کر آئندہ کا لائحہ عمل طے کرنا ہے کہ ہم نے کس طرح سے چلانا ہے۔ ابھی بہت اچھی بات کہی یہاں سے کسی صاحب نے I'm Sorry could not remember your name. tolerance - جناب! democratic norms میں سب سے بڑی چیز tolerance ہے ہمیں اس کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ہمیں سُننا بھی چاہئے اور سُنانا بھی چاہئے۔ اور وہ اُسی وقت ممکن ہوگا کہ جب ہم اپنے اندر قوت برداشت لائیں گے۔ اگر ہم کسی کو سُنیں گے نہیں تو وہ

ہماری نہیں سُنے گا۔ جمہوریت میں جو سب سے بڑی خوبصورتی ہے وہ ہے tolerance کی قوت برداشت کی۔ ہمیں دنیا کو یہ دکھانا ہوگا کہ ہم جتنے بھی ممبرز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے عوام کے حقیقی نمائندے ہیں۔ We can speak here. We can talk here. We can understand each other. We can listen to each other and we can tolerate each other. مبارکباد دیتا ہوں اس House کو بھی کہ انہام و تفہیم کے ساتھ، اللہ کے فضل سے ہم آج اس مقام تک پہنچے ہیں۔ اور آئندہ بھی اُمید کرتا ہوں کہ اسی طرح بھائی چارے کے ساتھ، اخوت کے ساتھ، ہم سارے اقوام مل کر اپنے سارے مسائل حل کریں گے۔ جمہوری اقدار کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ democratic norms میں رہتے ہوئے follow کرتے ہوئے انشاء اللہ ہم اپنے مسائل پر قابو پالیں گے۔ شکر یہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: شکر یہ رضا صاحب! میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب! Please take the floor.

میر عبدالکریم نوشیروانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کر نیوالا ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپکو اور جناب ڈپٹی اسپیکر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو مسلم لیگ (ق) کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جناب! آپ ایک تجربہ کار اور باصلاحیت انسان ہیں۔ دو سال، یعنی 1988ء سے لیکر 89ء تک آپ بحیثیت چیف منسٹر یہاں رہے ہیں۔ اور مرکز میں بھی آپ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس وقت جو بلوچستان کی صورتحال ہے۔ خصوصاً میں تو خاران سے چھ مرتبہ elect ہو کر آیا ہوں اس اسمبلی میں۔ worker کی حیثیت سے جو چھ مرتبہ میں آیا ہوں میں نہ نواب ہوں نہ میں سردار ہوں ایک معمولی سا worker، ایک common man person ہوں۔ اس وقت جو صوبہ کی صورتحال ہے، بلوچستان کے لوگ sir ترقی نہیں چاہتے ہیں۔ ترقی اُس وقت ہو سکتی ہے جب امن اور ثنائی ہو۔ آپکو پتا ہونا چاہیے اس وقت ہمارے صوبے میں جو ماضی کی حکومتوں کی لاپرواہی یا غیر ذمہ داری آپ کہیں، یہاں سے لاکھوں انسان نقل مکانی کر کے اس صوبے سے چلے گئے ہیں۔ آپکے یہاں جتنے تاجر تھے، جتنے سرمایہ دار تھے انہوں نے اس

صوبے کو چھوڑ کر پنجاب کی طرف رُخ کیا یا سندھ کی طرف۔ اسلئے کہ یہاں امن نہیں تھا۔ یہاں شانتی نہیں تھی لوگوں کو protection نہیں ملتا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! کراچی جانے کیلئے یہاں لوگ ترس رہے تھے آپکے بڑے بڑے تاجر، سرمایہ دار اپنی گاڑیوں کو چھوڑ کر بسوں میں سفر کرتے تھے تاکہ کراچی خیریت سے پہنچ جائیں۔ یہ ہمارے صوبے کی صورتحال تھی جو کہ ماضی کی حکومتوں کی لاپرواہی سے۔ آپکو اور ڈاکٹر صاحب کو سمجھ گیا جو کہ ایک common man person ہیں اور ایک سیاستدان بھی ہیں ہمارے colleagues ہیں ہم انکی پارٹی میں رہے ہیں۔ انکے اچھے slogan ہیں۔ اگر یہ اپنے slogan پر قائم رہے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب! اس صوبے میں آپ نے لوگوں کو امن اور شانتی دینی ہے۔ پھر ترقی ممکن ہے۔ اگر امن نہ ہو تو ترقی اس صوبے میں ناممکن ہے ڈاکٹر صاحب! امن چاہئے بلوچستان کے لوگوں کو۔ اور امن دینا ہمارے فرائض میں شمار ہوتا ہے۔ میں اُس خطے سے تعلق رکھتا ہوں خاران، جو آخری بار ڈر ہے۔ وہاں کے لوگوں کا ہمیں پتا ہے کہ اس وقت ہمارا ذریعہ معاش کیا ہے۔ امن کے بعد آپکو کچھ اقدام کرنا ہے۔ وہ کیا ہے؟ وہ بجلی ہے۔ بلوچستان میں بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہاں agricultural purposes کیلئے بلوچستان کا 99% یہاں وہ agricultural purposes کیلئے چلتے ہیں۔ چاہے پشتون ایریا ہو چاہے بلوچ ایریا ہو۔ آپکی زمینداری ٹھپ ہو چکی ہے۔ اس وقت اس صوبے میں معاشی بربادی آچکی ہے۔ سب سے پہلے ہم اپنے دوستوں اور نامزدوزیر اعلیٰ سے کہو نگا کہ وہ بجلی کیلئے کوشش کریں صوبے میں اسکے بعد امن کیلئے۔ بیروزگاری، غربت، بھوک، افلاس اس صوبے میں جنم لئے ہیں، کیوں؟ ہم نے اپنی ذمہ داریاں اس اسمبلی میں ہر صورت میں نبھانی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان معاشی لحاظ سے اور agriculture کے لحاظ سے ایک بہت بڑا صوبہ ہے۔ اور گوادری، آپکا سینڈک، آپکا ریکوڈک، مہربانی کریں کم از کم مرکز سے انکی رائلٹی مزید بڑھائیں۔ اس وقت رائلٹی نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپکو ریکوڈک سے ڈھائی پرسنٹ دیتے ہیں۔ سینڈک پر وجیکٹ سے آپکو پانچ پرسنٹ دیتے ہیں۔ گوادری پورٹ آپکے حوالے نہیں ہے۔ ساحل اور وسائل کی ہم بات کرتے ہیں، مگر مرکز میں ہمارے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ صرف اور صرف وہاں پلاٹوں تک محدود ہیں۔ میرے دوست نے کہا کہ بلوچستان اسمبلی کی قرارداد کیوں وہاں جا کر ردی کی

ٹوکری میں اُنکو پھینکتے ہیں؟ وہ اسلئے کہ آپکے وہاں نمائندہ نہیں ہیں۔ اگر یہاں سے، اس معزز ادارے سے ایک قرارداد پاس ہو کر مرکز میں چلی جاتی ہے۔ بد قسمتی سے وہاں اُسکو رڈی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں اور کہتے ہیں ”کہ اُسکو پڑے کر“، تو وہاں آپکے نمائندے نہیں ہیں۔ اگر اچھے نمائندے بھیج دو مرکز میں، مرکز کیوں نہیں دیگا ہمیں؟ وہ دیگا۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں ہمارے صوبے کے اندر implement نہیں ہو رہا ہے۔ تو اس دفعہ ڈاکٹر صاحب کو ہماری فُل پاور حاصل ہیں مسلم لیگ (ق) اور اراکین اسمبلی سے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اس وقت ڈاکٹر صاحب کو record ترقیاتی کام بلوچستان میں ملے گا۔ اور سب سے پہلے بجلی کا مسئلہ حل کریگا۔ بیروزگاری، غربت، بھوک اور افلاس کا مسئلہ حل ہوگا۔ اس صوبے میں 50% لوگوں کی معاشی حالت سدھرے گی۔ Thank you sir پاکستان زندہ باد۔ بلوچستان پائندہ باد۔

جناب اسپیکر: بہت شکر یہ میر عبد الکریم نوشیروانی صاحب! خواتین کو میں بالکل موقع دوں گا۔ کیونکہ میر عبد القدوس بزنجو، ڈپٹی اسپیکر منتخب ہو گئے ہیں، اُنکو پھر بعد میں موقع بہت کم ملے گا۔ Floor of the House پر بات کرنے کا۔ کیونکہ انکی ذمہ داریاں ایسی ہوں گی کہ یہ پھر بات کم کر سکیں گے۔ اُنکے بعد پھر میں ایک Female Member کو، کسی بہن، ایک دو بات کر لیں۔ ہر پارٹی کی خواتین نمائندگی کر رہی ہیں۔ کیونکہ ہماری کوئی زندگیاں، کوئی نظام female gender کے بغیر مکمل نہیں ہے۔ یہ ذہن میں رکھتے ہوئے پھر میں آپ سے بات کرتا ہوں۔ میر عبد القدوس بزنجو صاحب۔ Please take the floor.

میر عبد القدوس بزنجو (ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور House کو مبارکباد دیتا ہوں کہ House نے ایک سینئر سیاسی اُستاد کو ایک ایسی ذمہ داری دی جو بلوچستان کو آج ہمیں آپکی راہنمائی، آپکی سینئر ہونے، آپکے جتنے efforts ہونگے اس صوبے کیلئے گورنمنٹ اور اسمبلی اس House کو چلانے میں انشاء اللہ کارآمد ثابت ہونگے۔ میں House کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے مجھے بلا مقابلہ ڈپٹی اسپیکر منتخب کر دیا۔ اور اس بات کا شکر یہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ جیسے سینئر سیاسی اُستاد کے ساتھ کام کرنے کا مجھے موقع دیا۔ جناب اسپیکر! میرا تعلق ڈسٹرکٹ آواران سے ہے۔ اور وہاں کے حالات کے بارے میں اور backwardness

کے بارے میں سب کو علم ہو گا۔ جن حالت میں میں وہاں الیکشن لڑ کر آیا۔ اور سب کو اس چیز کا پتا بھی ہے کہ کتنے کم ووٹ وہاں پڑے۔ لوگوں کی حالت اس طرح تھی کہ وہ الیکشن میں پولنگ اسٹیشن پہنچنے سے پہلے، وہ سمجھتے تھے ”کہ ہماری موت پہلے ہوگی“، تو ان حالات میں میں آواران کے عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں بھی مجھے 544 ووٹ دیئے، جو بہت کم تھے۔۔۔ (ڈیک بچائے گئے) لیکن میرے لئے اور اُس علاقے کے عوام کے دل سے پوچھ لیں کہ انہوں نے 500 ووٹ کیسے دیئے۔ میڈیا نے ہمارے ساتھ بہت سارے، اور لوگوں نے کہا کہ یہ ووٹ بہت کم ہیں۔ وہاں ووٹ نہیں ڈالا گیا ہے۔ میں 50 ہزار ووٹوں سے بھی بہت زیادہ آگے اسکو گنتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی موت قبول کر کے وہاں تک پہنچے ہیں۔ تو ان حالات سے نکلنے کیلئے عوام نے آج ذمہ داری اس House کو دی ہے۔ ہم اگلی دفعہ اگر جائیں تو یہ حالات ہمیں دیکھنے نہیں پڑیں۔ عوام یہ نہیں سمجھیں ”کہ ہم ووٹ دینے جا رہے ہیں تو ہم موت کو قبول کرنے نہیں جا رہے ہیں“ جناب اسپیکر! اس الیکشن میں ایک بہت بڑا سانحہ، جس سے بلوچستان کے ہر گھر میں آنسو نکل رہے تھے، وہ تھے نواب ثناء اللہ زہری کی family کا اتنا بڑا سانحہ جو کہ ہم ادھر اسمبلی میں بیٹھ کر اُس کا ازالہ نہیں کر سکتے ہیں۔ آج اُس ہمت، بہادری اور حوصلے کے ساتھ وہ بلوچستان کی بہتری کیلئے یہاں تک آگئے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ یہ واقعہ کسی اور کے ساتھ پیش آتا، تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ اس ہمت کے ساتھ اسکو برداشت کرتا۔۔۔ (ڈیک بچائے گئے) اگر آج نواب ثناء اللہ زہری صاحب کو دنیا کی ہر خوشی مل جائے میرے خیال میں وہ جو اُسکی family کے ساتھ، اُسکے بچوں کے ساتھ ہوا ہے وہ اُسکو پورا نہیں کر سکتا۔ پھر میں مبارکباد دیتا ہوں نواب صاحب کو کہ اُس نے بلوچستان اور پاکستان کے بہتر مفاد میں اپنی پارٹی کی majority کو نیشنل پارٹی یا ہاؤس کے ایک senior Politician کو دیا تاکہ بلوچستان میں بہتر گورنمنٹ اور good governance کیلئے۔۔۔ (ڈیک بچائے گئے) وہ بلوچستان کے حالات بہتر کریں گے۔ میں نواب صاحب سے، ڈاکٹر مالک صاحب سے request کرتا ہوں، اُمید کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان کو اس حالت سے نکال کر بلوچستان کو ایک پُر امن، ترقی یافتہ صوبہ بنانے میں اپنی efforts کریں گے اور بہتر governance بلوچستان کیلئے اور یہ نہیں دیکھنا پڑے کہ اگر اگلے elections

ہوں، ہم اپنی family کے بندے کھو کر یہاں پہنچ جائیں۔ یہ نہ ہماری بلوچستان کی new generation کا مستقبل ہے نہ بلوچستان کا مستقبل ہے۔ ہمارا مستقبل پُر امن اور ایک محبت کرنے والا ایک خوشحال بلوچستان ہمیں چاہیے۔ جناب اسپیکر! جب میں آواران گیا تو مجھے کئی لوگوں نے کہا ”کہ election میں آپ جا نہیں سکتے ہیں۔ اس حالت میں وہاں آپ کو پہنچنے بھی نہیں دیں گے“، لیکن عوام کو ہم اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے ہم مجبور ہو کر وہاں گئے۔ کئی دفعہ مجھ پر حملے ہوئے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں بچ گیا۔ یہ میرے بڑوں کی دعائیں ہیں جنہوں نے دن رات میرے لئے دعا کی۔ اور میں وہاں سے واپس آ گیا یہ میرے لئے ایک معجزہ ہے۔ اور میڈیا میں جس طرح کی باتیں آئیں ”کہ جی! پانچ سو ووٹ ہیں“، کبھی انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ یہ پانچ سو ووٹ انہوں نے کس طرح دیئے؟ ہر family نے اپنے اندر ایک بندہ چُنا ”کہ بھئی! آپ جا کر ووٹ دینگے“ وہ یہ سمجھ رہے تھے ”کہ یہ ووٹ دیکر واپس گھر نہیں پہنچے گا یا پولنگ اسٹیشن پر نہیں پہنچے گا“ اس طرح کے حالات میں انہوں نے، ہر family نے ایک ایک بندہ دے دیا اگر وہ بیس بندے تھے تو ایک بندہ دیتے تھے ”کہ آپ جا کر ہمارے لئے علاقے کی بہتری کیلئے قربانی دیں“ تو یہ حالات تھے ان حالات میں اگر ہم نے پانچ سو ووٹ لئے تو میرے خیال میں بہت بڑی قربانی آواران کے لوگوں کیلئے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) انہوں نے اپنی موت کو قبول کیا۔ اور پھر پولنگ اسٹیشن بھی پہنچنے میں انہوں نے efforts کیئے۔ ایک جگہ پر مجھے انتظامیہ نے بتایا ”کہ ایک بندہ بھاگے بھاگے آ رہا تھا۔ تو ہم نے سمجھا کہ خود کش حملہ آور ہوگا۔ جب پولنگ اسٹیشن announce ہوا۔ تو ہم نے کہا، رُک جائیں بھئی! خیر ہے آپ بھاگ کر آرہے ہیں؟ تو اُس نے کہا میں ووٹ دینے آ رہا ہوں۔ تو ہم نے کہا کہ پھر آرام سے آ جائیں آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ اتنی جلدی میں اور بھاگ کر آرہے ہیں۔ اس نے کہا کہ پتا نہیں کہ میں پولنگ اسٹیشن پہنچوں گا یا نہیں۔ اس سے پہلے میں ووٹ cast کروں۔ تو بعد میں اگر مر جاؤں تو پرواہ نہیں۔ لیکن پہلے میں اپنا ووٹ cast کروں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو اس حالت میں، ابھی ذمہ داریاں ہمارے نواب صاحب، ڈاکٹر مالک صاحب کے اوپر آتی ہیں کہ وہ ہمارے صوبے کے۔ یہ صرف میرا ضلع نہیں تھا بلکہ تمام ضلعے اسی طرح تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا اپنا ضلع اسی طرح تھا۔ almost آپکا بلوچستان اسی طرح کے حالات میں تھا۔ اس اُمید کے ساتھ کہ ایک بہتر مستقبل

بلوچستان کیلئے ہمارے لئے مرتب کریں گے۔ اور آخر میں سب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا۔ اور آپ کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اور اس چیز کو میں اس لئے بیان کر رہا تھا کہ میں اپنے علاقے کے حالات آپ کے گوش گزار کر اؤں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ قدوس بزنجو صاحب! ابھی کوشش یہ ہوگی زیارتوال صاحب کی request آئی ہوئی تھی لیکن میں کہتا ہوں کہ دو، تین ہماری جو لیڈز ممبرز ہیں۔ وہ بھی اظہار خیال کر سکیں۔ وہ بھی اس House کا حصہ ہیں۔ جی میڈم راحیلہ درانی صاحبہ! زیارتوال صاحب تھوڑی دیر صبر کرنا پڑیگا۔ خواتین کو بھی سُننا پڑتا ہے۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Thank you جناب اسپیکر! آپ نے ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنی طرف سے اور تمام ممبران کی طرف سے female اور اپنی پارٹی کی طرف سے آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اور قدوس بزنجو صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یقیناً آج یہ بہت خوشی کا دن ہے کہ آج آپ نے oath لیا۔ اور ہمارے بلوچستان کی اسمبلی اس stage پر پہنچ گئی ہے جس کے بارے میں کافی مشکلات سُننے میں آرہی تھیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ آج کے دن کی خوبصورتی کا سب سے بڑا جو سہرا ہے وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ ہمارے نواز شریف صاحب اور صوبائی سربراہ نواب ثناء اللہ زہری صاحب کے سر ہے۔ انہوں نے یقیناً ایک بہت بڑی قربانی دی ہے۔ اس دن کی خوبصورتی انہی کی مرہونِ منت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ہم نے جو آگے بڑھنا ہے، تو پیچھے کی طرف دیکھنے سے زیا دہ اور کسی کو موردِ الزام ٹھہرانے سے زیادہ ہم نے آگے کا راستہ متعین کرنا ہے۔ کہ ہمیں کن مسائل کا سامنا ہے، سب کو یقیناً ہمارے سارے سردار، نواب، ممبرز یہاں بیٹھے ہیں اور تمام سمجھ رکھتے ہیں کہ ہم نے آگے کس طرح دیکھنا ہے۔ اور کس طرح اپنے تمام عوام کے مسائل حل کرنا ہے۔ میں یہاں یہ بھی ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ یہ پھولوں کی بیج نہیں ہے، میں ہمیشہ سے یہ کہتی رہی ہوں کہ کرسی ہمیشہ آزمائش ہوتی ہے۔ یہ کانٹوں کا سفر ہے اور خاص طور پر آج سے جو شروع ہو رہا ہے وہ کانٹوں کا سفر ہے۔ تمام دنیا کی نظریں بھی بلوچستان پر ہیں۔ تمام مسائل میں گھرا ہوا بلوچستان اس وقت ہمارے لئے ایک آزمائش رکھتا ہے۔ اور ہم نے اس آزمائش پر مل بیٹھ کر پورا اُترنا ہے۔ تمام اختلافات کو بھول کر ہمیں اس سفر کا آغاز کرنا ہے۔ ایک اچھی نیت کے ساتھ اپنے لوگوں کی مد

دکرنی ہے۔ اُن لوگوں کی جو ہماری طرف آج دیکھ رہے ہیں۔ اُنکو اعتماد دینا ہے جن کا اعتماد میرے خیال میں اب تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ ہم نے اُنکا وہ اعتماد واپس لانا ہے اور اُنکو زندگی کا احساس دلانا ہے۔ اُس خوف سے نجات دلانی ہے جو اس وقت بلوچستان کا ہر فرد محسوس کر رہا ہے۔ اور میں یہ بھی یہاں، کیونکہ یہ میرا Third time ہے۔ دو ادوار جو ہمارے گزرے ہیں۔ میں اُن میں ضرور آپ سے یہ share کرنا چاہتی ہوں کہ being a female Member کہ ہمارے ساتھیوں نے ہمیں جو اعتماد دیا، جو احترام دیا اور جو ساتھ دیا میں سمجھتی ہوں وہ صرف بلوچستان کی اسمبلی کا ایک خاصہ ہے۔ اور میں یہ اُمید بھی رکھتی ہوں کہ یہ اسمبلی بھی بلوچستان کی خواتین ممبرز کو وہی اعتماد اور respect دیگی اور اُنکی اُسی برابری کی سطح پر آواز سنی جائیگی جو کہ ہمیشہ سے بلوچستان اسمبلی کی روایات رہی ہیں۔ میری دعا ہے کہ ہم اس سفر کو پورے اعتماد کے ساتھ اور اس خواہش کے تحت کہ جتنے بھی مسائل ہیں، وہ ہم سچے دل اور سچی نیت سے اُنکو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو یقیناً ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔ Thank you

جناب اسپیکر: شکر یہ جی۔ بی بی یاسمین۔ پھر میری خواہش ہوگی، گزارش بھی ہوگی کہ ہماری P.K (میپ) کی بھی ایک خاتون اپنے خیالات کا اظہار کریں اور جمعیت کی بھی نمائندگی کریں۔ محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں سب سے پہلے جناب اسپیکر آپکو اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کو بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اور یہی توقع رکھتی ہوں کہ ہم سارے باہمی respect کو مد نظر رکھتے ہوئے آگے اس معزز ایوان کو چلائیں گے۔ اور بلوچستان کی ترقی کیلئے کام کرتے رہیں گے۔ جناب اسپیکر! مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے چونکہ میرا پہلا experience ہے اسمبلی کا، اس سے پہلے میں Observer کی حیثیت سے تو آتی رہی ہوں۔ لیکن Observer کی حیثیت اور پھر اسمبلی ممبر بننا دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ خوشی بہت ہو رہی ہے کہ یہاں جن لوگوں نے بہت ہی اچھی خواہشات کا اظہار کیا، بلوچستان کے حوالے سے اور یہاں کے جو مفلوک الحال عوام ہیں، اُنکی ترقی کے حوالے سے۔ تو یہ جذبات، احساسات سُن کر خوشی بھی ہو رہی ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ساتھ میں مجھے تھوڑی سی ماضی کی بھی یاد آ رہی ہے۔ یہی الفاظ ہم مختلف سیاسی جلسوں میں یا اس معزز ایوان کے اندر لوگوں کے سنتے رہے ہیں۔ مگر اب وقت یہ آ گیا ہے کہ بجائے لفاظی کے۔ کیونکہ یہ بہت ہی مشہور دانشور اور مفکر کا کہنا ہے کہ ”اب جو

کچھ ہو، اُس ہونے کا شور میرے کانوں میں اتنا زیادہ ہے کہ اب جو کچھ بولتے ہو وہ مجھے سُنا ئی نہیں دیتا،“ میرا اس سے مقصد یہ تھا کہ ہم جو کچھ بولتے ہیں اُن الفاظ کی اُن جذبات کی پاسداری کرنا پھر ہمارا فرض بنتا ہے۔ صرف قول اور فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ بہت معزز ایوان ہے۔ ہم یہاں اکیلے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے ہزاروں، لاکھوں عوام کی نمائندگی یہاں کر رہے ہیں۔ سب کی نظریں ہماری طرف ہیں۔ اُنکی محرومیوں اور محکومیوں کا ازالہ کرنے کے حوالے سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے تھوڑا سا یہ بھی feel ہو رہا ہے کہ شاید ہم خواتین اقلیت میں ہیں۔ لیکن انشاء اللہ وہ دن دُور نہیں کہ جب ہماری کوششوں سے، ہم خواتین کو جو سیاسی عمل کا حصہ بناتے ہوئے اس ایوان میں، انشاء اللہ آپ بھائیوں کے اور بزرگوں کے برابر آنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن تھوڑا سا میں یہ واضح کر دوں کہ ایک تاثر یا feeling یہ ہوتی ہے، اکثر بیشتر جو مجھے feel ہوتا ہے ذاتی طور پر۔ اور یقیناً میری جو باقی بہنیں ہیں اُنکو بھی تھوڑا بہت feel ہوتا ہوگا۔ ”کہ جی! وہ خواتین reserve یا مخصوص نشستوں کی پیداوار ہیں اور تیار تیار سیٹوں پر آتی ہیں،“ تو میرے خیال میں یہ تاثر ختم ہونا چاہیے اسلئے کہ یہاں بہت ساری خواتین، مجھ سمیت، جو کہ Reserve سیٹوں کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ سیاسی عمل کی پیداوار ہیں۔ ہم اُس وقت سے سیاسی عمل کا حصہ بنے ہوئے ہیں جب لوگ اپنی بچیوں کو سکول بھجوانے سے کتراتے تھے اور معیوب سمجھتے تھے۔ اور ہم نے بہت سی قربانیاں دی ہیں اور بہت زیادہ مشکلات سہے ہیں۔ ہم نے اپنی family کو disturb ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیونکہ لوگ، سوسائٹی، tribal set-up میں خواتین کا نکلنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مطلب ہم نے بلوچستان کے context میں جمود توڑا ہے۔ خواتین کو سیاسی عمل میں شامل کرنے کا جو سہرا ہے جو خواتین یہاں بیٹھی ہوئی ہیں اُنکو جاتا ہے۔ اور آج جو خواتین یہاں نہیں ہیں لیکن سیاسی عمل میں وہ اپنا کردار ادا کرتی آرہی ہیں اُنکو جاتا ہے۔ اور میرے خیال میں اُسی کا پھل ہے کہ یہاں جو ہمارے tribal Leaders ہیں، سردار ہیں اُنکی، جیسا کہ محترمہ نسرین کھیتراں صاحبہ کی صورت میں ہو یا معزز اسپیکر! آپکی sister محترمہ راحت جمالی صاحبہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری قربانیوں کا ہی وہ نتیجہ ہے کہ آج خواتین نہ صرف reserve سیٹوں پر بلکہ

open وہ جنرل الیکشن میں contest کرتے ہوئے آرہی ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں خواتین کو چاہے ہم اپنی پارٹی کے level پر دیکھیں۔ یا اسمبلی اس floor پر اُنکو اُتتا ہی equal-right دینا چاہیے جتنا کہ آپ اپنا right سمجھتے ہیں۔ اور جو بھی ہمارے کام ہیں۔ ٹھیک ہے check and balance رکھنا وہ ایک پارٹی کی، معزز ایوان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ہمیں free-hand کام کرنے کا موقع بھی دیا جائے۔ تاکہ ہم خواتین کی ترقی اور انکی development کیلئے کام کر کے بلوچستان کی جو محرومیاں اور محکومیاں ہیں اُنکا ازالہ کر سکیں۔ اور دوسرا یہ ہے کہ یہاں challenges بہت زیادہ ہیں۔ میں زیادہ آپکا وقت نہیں لینا چاہوں گی کیونکہ بات کر نیوالے اور بھی ہمارے بھائی اور بہنیں ہوں گی۔ لیکن یہ ہے کہ یہاں میں سمجھتی ہوں کہ اس معزز ایوان کی جو بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے، وہ یہ ہے کہ قانون سازی، پالیسی سازی، نہ صرف قانون سازی کرنا بلکہ اُس پر implement کروانا ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں قوانین تو بنتے رہے ہیں لیکن ان کی implementation وہ question mark بنا رہا ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پر بہت زیادہ focus رہنا چاہیے۔ وہ قوانین انسانی حقوق کی پامالی ہیں۔ چاہے وہ حقوق مسخ شدہ لاشوں کے حوالے سے ہوں، چاہے وہ بلوچستان میں فوجی آپریشن ہے جو لوگ عوام ہیں اُنکو victimize کرنے کے حوالے سے ہوں۔ چاہے ہمارے بچوں کے حقوق کی violation کے حوالے سے ہوں۔ یا ہماری خواتین کے حقوق کی violation کے حوالے سے ہوں۔ ہمارا کام پالیسی سازی کرنا اور اُنکے rights کو protect کرنا اور اُنکو یقینی بنانا یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے۔ جناب اسپیکر! آج میں اگر آپکو بتا دوں کہ پورا بلوچستان جل رہا ہے۔ ہم یہاں بیٹھے ہوئے اُن طبقے کی نمائندگی کر رہے ہیں، اُس class کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ جہاں میں آپکو بتاؤں کہ پینے کیلئے پانی نہیں ہے لوگ جو ہڑ اور تالابوں کا پانی پیتے ہیں نہ وہاں پڑھنے کیلئے سکول ہیں۔ اور جو بھی یہاں elite-class ہے جو صاحبِ توفیق اور صاحبِ اقتدار کہنا میرے خیال میں کوئی غلط بات نہ ہوگی۔ ہم اپنے بچوں کو ایچی سن اور بڑے بڑے سکولوں میں پڑھاتے ہیں۔ اور جب بیمار ہوتے ہیں ہمارے بچے تو آغا خان ہسپتال سے کم پر وہ کہیں پر زیر علاج نہیں ہوتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ باقی بھی بہت سی آسائشیں اور سہولتیں ہیں جو کہ

ہمارے بچوں کو، ہماری اپنی families کو ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو اگر آپ دیکھیں، آپ interior میں جا کر دیکھیں تو بالکل ہمارے جو عوام ہیں وہ اکیسویں صدی میں، پتھر کا جو دور جو جنگلی دور ہے، اُسکے طرز پر اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ تو خدا را! ہماری جو مائیں ہیں۔ یہاں مذہبی ہمارے راہنما بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے قوم پرست راہنما بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے جو جمہوری سوچ، روشن خیال لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ آج جو ہم کرینگے وہ ہم بھریں گے۔ یہ بات آپ بھول جائیں کہ آج جو ظلم ہوتا ہوا ہم دیکھیں گے تو کل کو ہمارے ساتھ ظلم نہیں ہوگا؟ آج ہم لوگوں کی محرومیوں کا، محکومیوں کا تماشہ دیکھیں گے، تو کل ہم خود بھی محروم اور محکوم ہو سکتے ہیں۔ کل خود بھی ہم انہی ظلم کی وجہ سے victimize ہو سکتے ہیں۔ کل کو ہمارے بچے بھی اسی طرح سسک اور پلک سکتے ہیں، جیسے آج غریب عوام ایک کسان اور ایک بلوچستانی کے بچے سسکتے اور پلکتے ہیں وہ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھ رہے ہیں۔ تو خدا را! آپ اس چیز کو سمجھیں۔ جنت، دوزخ، سزا، جزا، وہ تو ہوگی۔ لیکن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا انصاف نہیں ہے۔ وہ انصاف اسی دنیا میں جو وہ کرتا ہے۔ اور یہاں جو ہمارا کیا دھرا ہے اُسکا ہمیں کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ تو خدا را! اگر ہم نے اپنے بچوں کو بچانا ہے۔ ہمیں اپنے بلوچستان کو اس آگ سے نکالنا ہے۔ اگر ہم نے اکیسویں صدی کی دَوڑ میں اپنی قوم کو، اپنی nation کو آگے لیکر جانا ہے۔ تو ہمیں اپنے ذاتی مفادات جو petty interests کو بالائے طاق رکھ کر مجموعی مفادات، عوام کی جو محکومیاں ہیں اُنکا ازالہ کرنا پڑیگا۔ اور اپنے فرائض کو پورا کرنا پڑیگا۔ تاکہ ہم یہاں بھی سُرخڑ و ہوں اور اگلے جہان میں اللہ کے سامنے بھی سُرخڑ و ہوں۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ موقع سب کو ملنا چاہیے یہ اصول کی بات ہے۔ جی بی بی!

مسز سپوڈمسی اچکزئی: شکر یہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو جناب اسپیکر! میں اپنی اور اپنی پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی جانب سے آپکو اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اسکے بعد، جناب اسپیکر! آپ نے ہمیں موقع دیا، ہماری پارٹی کی طرف سے، نمائندہ کی طرف سے مجھے اظہار خیال کرنے کا، آپ کا بڑا شکر یہ۔ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے باقی ممبران نے کافی باتیں کیں، مسائل کا ذکر کیا۔ بلوچستان کے حالات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! پچھلے دور سے، پچھلے پانچ سال سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ حالات روز بروز اترتے جاتے جا رہے ہیں۔

تو ان حالات میں جناب اسپیکر! کوئی مرد کوئی خاتون کوئی بچہ، کوئی بھی اپنے گھر میں محفوظ نہیں ہے۔ تو گھروں سے باہر جانا تو دُور کی بات ہے۔ تو اس حوالے سے امن و امان کی بات جو ہم کرتے ہیں۔ جس ملک میں جس خطے میں امن و امان نہیں ہوتا جناب اسپیکر! وہاں کی ترقی، وہاں کی پیش رفت مشکل ہے۔ وہ ملک، وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسکے علاوہ باقی ممبران صاحبان نے بھی جن crisis کا ذکر کیا جسمیں سب سے پہلے بجلی کا ہے۔ ہمارے بلوچستان کے %90 لوگ زراعت پر depend کرتے ہیں۔ تو بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اور زراعت صفر پر آنے کی وجہ سے عوام نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ اور عوام اس سے بہت زیادہ تنگ آ گئے ہیں۔ ان سب حالات کو سدھارنے کی ضرورت ہے جناب اسپیکر! اور ان سب حالات کو اپنے normalcy پر لانے کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد جناب اسپیکر! مسائل تو بہت ہیں، کس کس کی بات کی جائے۔ ابھی میں خواتین کی بات کروں گی۔ کیونکہ ہم خواتین کے نمائندے کی حیثیت سے یہاں آئے ہیں۔ خواتین کے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، انہی علاقوں سے ہمارا تعلق ہے بلوچ، پشتون اور جو دوسرے لوگ ہیں کہ ہماری خواتین کا، مطلب جو بیمار خواتین ہوتی ہیں، دُور دُور سے سفر کر کے شہر تک لاتے ہیں اور انکی اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ تو سب سے پہلے تو ہمیں عورتوں کی صحت کے بارے میں کچھ اقدامات کرنے ہونگے۔ علاوہ اسکے پھر دوسرے نمبر پر انکی تعلیم کا، تعلیم کا تو ابھی آپ کو بھی اور سب کو زیادہ تر اس ووٹنگ میں پتا چل گیا ہے کہ کتنی اہمیت ہے۔ اس سے پہلے تو لوگ اپنی بچیوں کو سکول بھیجنے سے کتراتے تھے۔ ابھی یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں کچھ خواتین کے آنے سے لوگوں میں اتنا شعور آ گیا ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو سکول بھیجتے ہیں۔ یا انکو تعلیم دلاتے ہیں۔ تو یہ سب مسائل جناب اسپیکر! یہ اس اسمبلی کے فلور پر ہم آپکی مدد سے اور باقی ساتھیوں کی مدد سے یہ سب مسائل کا حل انشاء اللہ و تعالیٰ نکالیں گے۔ اور آپکی مدد سے اس فلور پر اپنے مسائل وفاق تک پہنچائیں گے۔ تو ایک بار پھر جناب اسپیکر! آپکا شکر یہ کہ آپ نے ہمیں بات کرنے کا موقع دیا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ان مسائل کا حل ہم ضرور نکالیں گے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ جمعیت کی نمائندہ بات کر لیں کیونکہ خواتین کو سنا ضروری ہے۔

مسز شاہدہ رؤف: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت شکر یہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو آپکو اور ڈپٹی اسپیکر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو بلا مقابلہ اپنی نشستوں پر آنے پر ہم مبارکباد

پیش کرتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ آج آپ جس فراخدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور ladies کو فرداً فرداً سُن رہے ہیں، تو ہم expect کرینگے کہ آئندہ آئیو الے پانچ سال میں بھی آپکا روڈیہ ہمارے ساتھ یہی رہیگا۔ مسائل کی طرف تو point-out سب نے باری باری کیا۔ ظاہر ہے اسمبلی انشاء اللہ اپنے پانچ سال پورے کریگی۔ جس میں وقت آتا رہیگا اور ہم انکو as an Opposition, point out بھی کرتے رہینگے لیکن کچھ باتیں جن کو فی الحال discuss کرنے کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ آئیو الے دنوں میں قائد ایوان کا انتخاب بھی بالکل اسی طرح ہونے جا رہا ہے جس طرح آج ہم نے یہ مرحلہ طے کیا۔ تو اسکو بالکل ایک میٹھی گولی مت سمجھا جائے، جو آئیو الے tenure ہے۔ جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ awareness آگئی ہے۔ تو پبلک میں بھی اتنی awareness آگئی ہے کہ وہ اب ہم کو accountable کر سکتی ہے۔ آئیو الے حکومت کیلئے جو challenges ہیں، وہ یہ بات اپنے ذہن میں ابھی سے رکھ لیں کہ لوگ جو انکو جب accountable کرینگے تو وہ یہ ضرور دیکھیں گے کہ انہوں نے اُنکے لئے کیا performance دی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کا issue ہو، ہماری health کا issue ہو، ہماری education کا issue ہو۔ وہ سب مسائل اپنی جگہ پر ہیں۔ اسمبلی کے اندر رہتے ہوئے ہم نے لوگوں کو کیسے behave کرنا ہے؟ ہمیں tolerance کیسے دکھانی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کو کیسے برداشت کرنا ہے۔ ان سب باتوں میں جو main چیز ہے کہ ہمیں تعصب کی آگ سے باہر نکلنا پڑیگا۔ تاکہ ہم اپنی services لوگوں کو deliver کر سکیں۔ جو سب سے بڑا آسیب ہمیں اس وقت گھیرا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ’میں بلوچ ہوں۔ آپ پشتون ہیں۔ میں سیٹلر ہوں‘۔ ان چیزوں سے آج ہم باہر آجائیں اور ایک نقطے پر آ کر یہ سوچیں کہ ہم نے عوام کو کس طرح services دینی ہیں۔ تو بخدا ہمارے سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک بڑا عام سا concept ہے کہ ہم ماضی پر بہت روتے ہیں۔ ہم نے کبھی مستقبل میں future میں plannings نہیں کی ہیں۔ ہم نے یہ کہا، وفاق نے ہمارے ساتھ یہ کیا، یہ کیا۔ پچھلے tenure میں 18th amendment کی شکل میں ہمیں ایک تحفہ ملا ہے۔ صوبائی خود مختاری ملی ہے۔ جسمیں ہم اپنے وسائل کے خود ذمہ دار ہیں۔ تو میں expect کرونگی کہ

آنیوالی گورنمنٹ اس بات کا رونا نہیں روئے گی۔ کیونکہ ہمیں ابھی کچھ حد تک اختیار مل چکے ہیں۔ انشاء اللہ ایک best-hope کے ساتھ، ایک اچھی اُمید کے ساتھ، ایک نئے عزم کے ساتھ لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کیلئے اسپیشلی لیڈیز کے مسائل کو اُجاگر کرنے کیلئے اور آپ سب بھائیوں کی اپنے ساتھ مدد چاہتے ہوئے ان مسائل کو جن کا ہمیں سامنا ہے اُنکے لئے fight کرنے کیلئے ہم تیار ہیں as a Opposition آپکو آنیوالے پانچ سالوں میں ہماری تعمیری تنقید کا نشانہ بننا پڑیگا۔ لیکن میں زور دے رہی ہوں تعمیری تنقید پر۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) جہاں جہاں آپ غلط ہوئے ہم آپکو point out کریں گے۔ جہاں آپکو اچھے کاموں میں ہماری ضرورت ہوگی، ہم آپکے ساتھ ہونگے۔ Thank you جی۔

جناب اسپیکر: شکر یہ بی بی بی۔ ہینڈری مسیح صاحب! ہمارا معاشرہ complete نہیں ہے، ہماری اقلیت کے دوستوں کے بغیر بلوچستان کا معاشرہ complete نہیں ہے۔ تو آپ نمائندگی کریں اپنے اقلیتی بھائیوں کی۔

مسٹر ہینڈری مسیح: محترم جناب اسپیکر صاحب! معزز اراکین اسمبلی! میں سب سے پہلے ڈپٹی اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کو بلا مقابلہ منتخب ہونے پر۔۔۔۔۔ جناب اسپیکر: آپ نے دونوں کو ڈپٹی اسپیکر بنا دیا۔ مجھے بھی ڈپٹی اسپیکر بنا دیا اور قدوس کو بھی ڈپٹی اسپیکر بنا دیا۔

مسٹر ہینڈری مسیح: اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کو اپنی جماعت نیشنل پارٹی کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہاں جو ہمارے اراکین اسمبلی نے تفصیل کے ساتھ بلوچستان کے مسائل پر بات کی۔ اسمبلی کو چلانے کے طریقہ کار پر بات کی۔ اسپیکر صاحب کو اس بات پر کہا گیا کہ وہ یہاں Committees کی تشکیل کو عمل میں لائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا اس وقت جو سب سے اہم مسئلہ ہے، وہ یہاں امن و امان کا ہے۔ اگر یہاں امن و امان کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں صحت، تعلیم اور دیگر شعبوں میں تمام انسانوں کو آگے بڑھنے کے مواقع ملیں گے۔ وہ اپنی آراء، اپنی سوچ اور اپنی خدمات کو بہتر طریقے سے معاشرے میں، society میں deliver کر سکیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچستان جو معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ مگر ہمارے بلوچستان کے عوام کمپرسی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے لوگوں کو جو یہاں کی بنیادی

ضروریات ہیں، پانی، بجلی، گیس وہ میسر نہیں ہیں۔ آج بھی بلوچستان کے اکثر اضلاع میں ہمارے عوام کے پاس گیس کی سہولت میسر نہیں ہے۔ اور دوسری طرف جو گیس یہیں سے نکلتی ہے، ہمارے عوام تک وہ سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں تعلیمی معیار، بلوچستان میں صحت و صفائی کا مسئلہ، بلوچستان میں نوجوانوں کی ترقی کا مسئلہ، بلوچستان میں خواتین کی ترقی کا مسئلہ، بلوچستان میں جو مذہبی اقلیتیں بستی ہیں اُنکے لئے امن و امان کا مسئلہ، یہ تمام وہ مسائل ہیں جن کی طرف معزز اراکین کو توجہ دینے کی ضرورت ہوگی۔ میں یہاں یہ بات ضرور کہوں گا کہ ہم یہاں اقلیتوں کی seat پر منتخب ہوئے ہیں۔ مگر ہم یہاں بلوچستان کے تمام issues پر، بلوچستان کے عوام کی آواز کو بلند کرینگے۔ کیونکہ یہ بات ہم سمجھتے ہیں کہ society میں معاشرے کے اندر جو منفی رویے ہیں، اُن رویوں کا خاتمہ اس وقت ہوگا جب ہم سب مل کر ان رویوں کی مخالفت کرینگے اور انسانیت کی بنیاد پر سوچیں گے۔ بلوچستان میں آباد جو یہاں مذہبی اقلیتیں ہیں، جب ہم اُنکی سیاسی، سماجی اور معاشی صورتحال پر نظر ڈالیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ ہمارے جو لوگ ہیں، آج اس طریقے سے زندگی بسر کر رہے ہیں، جس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیا رِ غیر سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے پاس رہائشی کالونیاں نہیں ہیں۔ ہمارے لوگوں کیلئے ملازمتوں کے دروازے بند کیئے ہیں۔ اقلیتوں کیلئے جو ملازمتوں کا کوٹہ ہے اُس پر بھی کسی قسم کا عملدرآمد نہیں ہوتا۔ بلوچستان میں ایسے بھی علاقے ہیں جہاں ہمارے مسیحی عوام ہیں اُنکے لئے قبرستان کی جگہ نہیں ہے۔ بلوچستان میں جو ہمارے ہندو بھائی ہیں، آج اُنکو اغوا کیا جا رہا ہے آج اغوا برائے تاوان کیلئے اُن سے بھاری بھرم رقم کی demand کی جاتی ہے۔ یہ تمام وہ مسائل ہیں جن کے حل کیلئے مجھے، سنتوش کمار اور ولیم برکت کو، معزز ایوان کی بھرپور حمایت کی ضرورت ہوگی۔ اسپیکر صاحب کی اور ڈاکٹر صاحب کی مکمل support کی ضرورت ہوگی۔ کہ آپ سب ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ تاکہ ہم اپنے اس معاشرے میں ایسی روایات کو قائم کریں جس میں یہ تاثر نہ ملے کہ ”یہ minorities سے ہے اس کو پیچھے رکھا جائے اس کی بات کو اہمیت نہ دی جائے۔ اس کی بات میں کوئی اہمیت نہیں ہے“۔ میں یہ آپ سے ضرور کہتا ہوں کہ میں اقلیت کی seat پر elect ہوا ہوں مگر میرا پچھلے 18 سال کا سیاسی ایک عمل ہے۔ میں نے masses سے سیاست شروع کی ہے۔ اور نیشنل پارٹی کے مرکزی عہدے تک اور آج نیشنل

پارٹی کی طرف سے میں minorities کی seat پر elect ہوا ہوں۔ تو ہم بلوچستان کے تمام لوگوں کے حقوق کی آواز بنیں گے اور میں اپنے مسیح بھائیوں اور اپنے ہندو بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انکے حقوق کیلئے انکے مسائل کے حل کیلئے ہم سب شب و روز اپنی محنت اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ یہاں میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ بلوچستان میں جو اس وقت تعلیمی ratio کا معیار ہے اسمیں مسیحی اداروں کا بہت اہم role ہے۔ صحت اور ایجوکیشن کے حوالے سے مسیحوں کا بلوچستان میں گرانقدر خدمات ہیں اور انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ہم اپنے ان اداروں کو مستحکم کرنے کیلئے انکی صلاحیتوں کو بڑھانے کیلئے مزید کوشش کریں گے۔ میں آخر میں اپنے تمام نمونہ منتخب اراکین کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس منظم طریقے سے وہ آج کی یہ کارروائی چلا رہے ہیں۔ اور ایک discipline سامنے آ رہا ہے۔ آئیو الے وقت میں وہ مزید ان تمام discipline کو maintain رکھیں گے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ زیارتوال صاحب! Please take the floor! سردار صالح بھوتانی صاحب! آپ تیار رہیں، زیارتوال صاحب کے بعد آپ speech کریں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: Thank you بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آج آپکو Custodian of the House اسپیکر کی حیثیت سے آپکا انتخاب، محترم دوست جناب قدوس بزنجو صاحب کے انتخاب پر، اپنی پارٹی کی جانب سے آپ لوگوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! Custodian of the House کی حیثیت سے اس وقت جو ذمہ داریاں آپکے کندھوں پر عائد ہوئی ہیں۔ اور یہ ایوان اس صوبے کا سب سے مقتدر ایوان ہے۔ اور اس ایوان سے جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کے غریب عوام کی توقعات وابستہ ہیں۔ اور پتا نہیں کس کس حالت میں، جو ڈکھڑی قدوس بزنجو صاحب بیان کر رہے تھے۔ یہ جو صورتحال ہمیں درپیش ہے اس صوبے میں، ہر کہیں خصوصاً امن وامان کے حوالے سے، corruption کے حوالے سے، تمام اداروں کی تنزلی کے حوالے سے اور اداروں کے ایک معنی میں بربادی کے حوالے سے۔ جناب اسپیکر! یہ وقت اور حالات ہم سب دوستوں سے برابری کا یہ تقاضا کر رہے ہیں کہ ان حالات کو سنبھالنے کیلئے، شاید وہ وقت آ گیا ہے کہ ہم سب نے

ذمہ داری پوری کرنی ہے۔ جناب اسپیکر! آپکے توسط سے میں سب سے پہلے اس صوبے میں، جو اس مرتبہ جناب محترم نواز شریف صاحب نے روایات ڈالیں اور اُس نے الفاظ استعمال کئے ”کہ میں اقدار کی قدر کرتا ہوں“، میں سب سے پہلے اُنکا شکر گزار ہوں۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ مسلم لیگ (ن) کے صوبائی سربراہ نواب ثناء اللہ زہری صاحب کا کہ اُنہوں نے فریاد لی اور فریاد کرنے کے حالات اور وقت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، یہاں اُن فیصلوں میں محترم نواز شریف صاحب، محترم محمود خان اچکزئی صاحب اور محترم بزنس صاحب کا ساتھ دیا۔ واقعاً ہمارے لئے آج خوشی کا موقع ہے کہ ہم اس ایوان میں کھڑے ہیں۔ اور یہاں ہم دوستوں کیلئے، اس صوبے میں رہنے والوں کیلئے خصوصاً پشتون اور بلوچ کیلئے ایک ایسی فضاء، ایک ایسی کجھتی کا تاریخ میں پہلی بار مظاہرہ ہوا ہے، اُس پر میں specially نواز شریف صاحب اور مسلم لیگ (ن) کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! صورتحال جس طرف جا رہی ہے۔ یہاں دوستوں نے کچھ شکایتیں بھی کی ہیں۔ اور ماضی میں کچھ کام اچھے بھی ہوئے۔ اور ماضی میں ہماری جو یہاں حکمرانی رہی وہ کوئی قابل قدر حکمرانی نہیں تھی۔ اُسکی صورتحال پر اگر بات کریں گے تو بہت لمبی ہو جائیگی۔ جناب اسپیکر! صوبے میں اس وقت جو سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ہے وہ امن و امان کا ہے۔ جناب اسپیکر! آپکے توسط سے اپنے عوام کو اور House کو گوش گزار کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! جس وقت امن و امان یا Home Department کا بجٹ، ہماری Forces کیلئے تنخواہیں اور اُسکا تمام بجٹ 2 ارب سے بھی کم ہوا کرتا تھا تو یہاں بہترین امن قائم تھا۔ یہ میں 2002ء کی بات کر رہا ہوں۔ اور اُسکے بعد آج 15 ارب سے 18 ارب تک ہمارا بجٹ پہنچ چکا ہے۔ لیکن امن و امان نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! آپکے توسط سے میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے آفیسر جو اپنے آپکو، جو ”افسر شاہی“ کے نام سے استعمال ہوتے ہیں۔ جب تک یہ ”شاہی“ کا لفظ ان سے نہیں نکالا جائیگا، ہمارے آفیسرز، آفیسرز نہیں ہو سکتے جناب اسپیکر! وہ اپنے آپکو، میں آپکے سامنے کھڑا ہوں، یہ House بیٹھا ہے۔

We are the Representatives of the public. ہم Public Representatives ہیں۔ اور ہمارے جو سیکرٹریز صاحبان ہیں، جتنے بھی ملازمین ہیں They are the public servants ہم Representatives کی

حیثیت سے، ہم نے اپنے آپکو یہ حیثیت نہیں دی ہے۔ اور public servant کی حیثیت سے، پورے صوبے میں کوئی بھی شخص perform نہیں کر رہا ہے۔ اس میں مشکلات جو بھی ہوں۔ سیاسی لوگوں کی جانب سے ہوں۔ معاشرتی قدغنائیں ہوں۔ اور ہماری دوسری جو ایجنسیاں ہیں وہ influence کر رہی ہوں۔ اگر ہم ان patrons پر چلیں گے تو بہتری کے آثار کم ہونگے۔ اس وقت جناب اسپیکر! جو صورتحال ہے، وہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ آپ کے پاس ہیلتھ کا محکمہ ہے۔ آپ کے پاس ایجوکیشن کا محکمہ ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کے پاس P.H.E کا محکمہ ہے۔ آپ کے پاس ایریکیشن کا محکمہ ہے۔ آپ کے پاس roads کا محکمہ ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں، نام لوں یا نہ لوں، جتنے بھی ہمارے departments ہیں، ایک بھی صحیح طور پر perform نہیں کر رہا۔ اب یہ ذمہ داری صرف، ہمارے جو نئے قائد ایوان نامزد ہوئے ہیں، اُسکی نہیں ہے۔

Custodian of the House کی حیثیت سے آپکی ذمہ داری ہے۔ اور یہ جو ایوان میں ہمارے معزز دوست بیٹھے ہیں سب کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں پھر موقع نہیں ملے گا۔ ٹھیک کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے۔ رشوت ختم کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے۔ کرپشن کا خاتمہ کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے۔ دفاع میں تو لوگ اخباروں کے سامنے، میڈیا کے سامنے کھڑے ہو کر بات کر سکتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، بس آپ بات کر رہے ہیں ’’کہ سب کچھ ٹھیک تھا‘‘ جناب اسپیکر! یہ میرے پاس آئین پڑا ہوا ہے۔ آج آپ نے Custodian of the House کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا ہے۔ آپ اُس وقت تک ایک پائی بھی خرچ نہیں کر سکتے ہیں جب تک آپ فنانس کمیٹی قائم نہیں کریں گے۔ آئین کا آرٹیکل 88 کہتا ہے کہ آپ فنانس کمیٹی قائم کریں گے تو اس کے through آپکا بجٹ پاس ہوگا اور اُسکے بعد آپ خرچ کریں گے۔ اور ہمارے دوستوں کو پانچ سال میں اُسکی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ اُس سے پچھلے پانچ سال کی ہم چننے تھے۔ آپ ہمارے ساتھ تھے، پھر آپ سینٹ چلے گئے۔ کسی نے اس پر غور نہیں کیا۔ اور تمام جو اختیارات تھے۔ ہم دوسروں سے گلہ کریں اپنے گریبان میں کیوں نہ جھانکیں؟ میری کیا ذمہ داری ہے؟ میں اپنی ذمہ داریوں کو اگر صحیح طریقے سے نبھاؤں گا تو پھر کسی اور سے گلہ کرونگا۔ اگر میں مدر پڈر آزاد کی حیثیت سے جب ہونگا پھر تو کسی سے گلہ شکوہ کرنا غلط بات ہوگی۔ تو جناب اسپیکر! یہاں کرپشن ہے۔ ہمارا پورا معاشرہ اس کرپشن میں involve ہو چکا ہے۔ ہم سب ایک انسان کی حیثیت سے، معاشرے کے ایک

اچھے فرد کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نہیں نبھا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ House ہے۔ اور عوام کے نمائندے یہاں آئے ہیں۔ عوامی نمائندوں کی حیثیت سے ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ سب چیزوں کو ٹھیک کرنا ہے۔ اور سب سے پہلے میں آپکے ساتھ وعدہ کرتا ہوں اپنی پارٹی کے دوستوں اور ساتھیوں کی جانب سے، جناب! میں نامزد Leader of the House اور Custodian کی حیثیت سے آپکے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تمام کام رولز اینڈ ریگولیشنز اور Law کے مطابق ہونگے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) کسی بھی کام میں، کسی سے کسی بھی قسم کی رعایت نہیں برتی جائیگی۔ یہ تقاضا ہے وقت کا۔ حالات ہمیں مزید اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ پیسے آئے ہیں، اٹھارویں ترمیم ہوئی ہے، صوبے کے پاس اختیارات آگئے ہیں۔ اور اٹھارویں ترمیم جو ہوئی ہے، میں پاکستان پیپلز پارٹی کو اس بات پر داد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک اچھا کام سرانجام دیا ہے۔ اور دوسرا جو انہوں نے اچھا کام کیا تھا وہ N.F.C Award کا تھا۔ جو گزشتہ پندرہ سالوں سے طے نہیں ہوا تھا ہم اس لئے بھیک مانگ رہے تھے۔ ہمارا حق بن رہا تھا لیکن ہمیں نہیں دیا جا رہا تھا۔ کبھی کسی جرنیل صاحب کی، کبھی کسی آمر کی، یہاں سے جا کر عوامی نمائندے وہاں اختیار دے دیتے تھے ”کہ آمر صاحب فیصلہ کریں گے بلوچستان کو 10% زیادہ دیں گے۔ فلانے کو یہ کریں گے، فلانے کو وہ کریں گے“، جناب اسپیکر! آئینی provisions ہیں اور آئین کے تحت چل کر ہم سب سدھر سکتے ہیں۔ اور اگر violations کریں گے، جو بھی کریگا اور یہ سب کے گلے پڑ جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم یہاں آج جس حالت میں ہیں، جس صورت میں ہیں انگریزی میں کہتے ہیں When there is a will there is a way. یہاں ایک will ہونا چاہیے، راستے پھر نکل آتے ہیں۔ یہاں ایک ارادہ ہونا چاہیے ”کہ ان کاموں سے پرہیز کریں گے“، یہاں یہ وعدہ ہونا چاہیے کہ اس صوبے میں merit کو لائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج بھی ہمارے دوست جناب قدوس بزنجو صاحب نے ڈپٹی اسپیکر کی حیثیت سے حلف بھی اٹھایا ہے اور آپکے سامنے بات بھی رکھی ہے۔ ہم صوبے کی سب سے بڑی پارٹی کی حیثیت سے یہاں اس مرتبہ الیکشن میں جیتے ہیں۔ اور بڑی پارٹی کی حیثیت سے پھر دوستوں کے ساتھ مل بیٹھ کر جس طریقے سے معاملات طے کیئے گئے۔ لیکن نظر اندازی اس صورت میں نہیں ہونی چاہیے۔ قدوس بزنجو صاحب! آپ واقعتاً بڑی مشکل میں ہیں ہمیں اس کا احساس

ہے۔ اور وہ احساس رکھتے ہوئے ہم آپکے ساتھ ہونگے۔ لیکن آپ اس صوبے کے اور اسکے Stakeholders کو اس طریقے سے نظر انداز نہ کریں۔ ہم سب اس وقت اس ایوان کے رکن ہیں۔ اور اسمیں سب کا کردار ہے اور کردار کی حیثیت سے ہم سب کو آگے بڑھنا ہوگا اپنا role ادا کرنا ہوگا۔ اور اسمیں ہم انشاء اللہ آپکے ساتھ ہونگے۔ تو جناب اسپیکر! میں یہاں یہ بات آپکے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہمیں time کم مل رہا ہے۔ ہماری بیورو کریسی، ہمارے افسران صاحبان یہاں بیٹھے ہیں۔ فوری مرحلہ آپکے بجٹ کا آجاتا ہے۔ اور پڑانا جو دھندہ تھا جو طریقہ کار تھا جس طریقے سے ہوا اور جس طریقے سے خدمت جس نے کی، جو بھی کیا، وہ ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ اور میں تو ایک case بھی already سپریم کورٹ میں دائر کر چکا ہوں۔ اور الیکشن میں مصروفیات کی وجہ سے پھر نہیں گیا ہوں۔ اسمیں تو پیشیاں پھر ہوں گی۔ کیونکہ case already ہو چکا ہے۔ تو جناب اسپیکر! بجٹ کو ایک مسخرہ نہ بنائیں۔ سب سے بنیادی چیز صوبے کا بجٹ ہے وہ ڈیولپمنٹ کا ہو یا نان ڈیولپمنٹ کا۔ اور اسکی نگرانی، سخت ترین نگرانی اس House کا فرض ہے۔ اسمیں جو بھی بات کرتا ہے جناب اسپیکر! وہ ایک گھنٹہ بات کرنا چاہتا ہے یادو گھنٹے، Custodian کی حیثیت سے آپ سے گزارش یہ ہے۔ یہاں اپوزیشن اور اقتدار کی بات آجائگی۔ ہم اقتدار کی بنجوں پر ہونگے اور ہمارے کچھ دوست اپوزیشن کی بنجوں پر ہونگے۔ ہماری طرف سے اگر اقتدار کی طرف سے کوئی violation ہوئی۔ آپکا فرض بنتا ہے کہ اسکی دادرسی کریں۔ اور ہمارے کام پر تنقید، میں تمام دوستوں سے کہتا ہوں ہم فراخ دلی سے اسکو برداشت کریں گے۔ اپوزیشن کا کام یہ ہے کہ غلط کاموں میں اقتدار کی اصلاح کریں۔ اور اس پر ناراض ہونیوالے لوگ جو یہ کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہم ان میں سے نہیں ہیں۔ ہم اس ایوان کو اس صوبے کو اور جن مشکلات کا ہمیں سامنا ہے انکے ازالے کے ارادے سے آئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انکا ازالہ کریں گے دوستوں اور ساتھیوں نے اگر ساتھ دیا۔ اور اگر اسکو مزید بگاڑنے کی طرف لے جائیں گے۔ پھر تو جناب اسپیکر! یہ خرابی پتا نہیں کہاں تک جائیگی۔ تو آخر میں جناب اسپیکر! میں آپکے سامنے، ہمارے دوستوں نے کچھ باتیں کیں۔ قرآن مجید کہتا ہے جناب اسپیکر! ترجمہ اُسکا بتاتا ہوں کہ 'پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ میرے نزدیک پاک اور ناپاک برابر نہیں ہیں۔ پھر خداوند تعالیٰ خود دکھتا ہے کہ ناپاکوں کی اکثریت

آپکو تعجب میں نہ ڈالے۔ اور آخر میں پھر کہتا ہے قرآن مجید کہ آخری فتح پاک لوگوں کی ہوگی، خدا کرے کہ ہمارا یہ ایوان، ہم تمام لوگ قرآن مجید کی ان آیتوں پر پورا اتریں۔ اور ہم اُس مقام پر پہنچے۔ جناب اسپیکر! پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کی حدیث ہے۔ کہ ”انسان کو، فرد کو عبادات میں نہیں معاملات میں پرکھنا چاہیے۔ تو جناب اسپیکر! معاملات گڑبڑ ہی رہے ہیں ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ تو آخر میں جناب اسپیکر! میں اس شعر پر ختم کرنا چاہوں گا۔

”اٹھو میری دُنیا کے غریبوں کو جگا دو کاخ امراء کی دَر و دیوار کو ہلا دو  
جس کھیت سے کسان کو میسر نہ ہو روٹی اُس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

thank you جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: شکر یہ زیارت وال صاحب۔ سردار صالح بھوتانی! Please take the floor.

سردار محمد صالح بھوتانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ محترم جناب اسپیکر صاحب! میں آپکو اسپیکر کے عہدے پر فائز ہونے پر اور جناب عبدالقدوس بزنجو صاحب کو ڈپٹی اسپیکر کے عہدے پر فائز ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور یہ یقیناً ہمارے لئے ایک باعث افتخار ہے کہ آپ دونوں حضرات اس ایوان کے مکمل اعتماد سے بلا مقابلہ ان عہدوں کیلئے منتخب ہوئے ہیں۔ آپ اس House کے Custodian ہیں۔ اور اسپیکر ہونے کے ناطے آپ پر صرف ممبران کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کی ہمیں تسلی ہے۔ اور مجھے یہ یقین ہے کہ آپ تمام House کو برابر کی نظروں سے دیکھیں گے۔ اور یکساں سلوک کے ساتھ، سب کے ساتھ پورا برابر کا امتیاز برتیں گے۔ جناب اسپیکر! میرے بہت سارے کرم فرما دوستوں نے، ساتھیوں نے، اس صوبے کی صورتحال کا نقشہ جو کھینچا ہے۔ اور اس وقت تو صرف مبارکبادی تک ہی تھا۔ لیکن ہمارے دوستوں نے policy بیانات بھی دیئے اور صوبے کے حوالے سے حقائق بھی بیان کیے۔ اسمیں مزید کہنا میرے خیال میں وقت کا ضیاع ہوگا۔ لیکن پھر بھی چند ایک چیزیں کہنے کا میں بھی اس House کا شرف حاصل کروں گا۔ جناب والا! امن وامان کا مسئلہ اس صوبے کیلئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اور ہم جن سانحات سے گزر رہے ہیں، جس میں وہ

سانحہ جو ہمارے محترم سردار ثناء اللہ زہری صاحب کے خاندان کے ساتھ پیش آیا۔ جو کہ ہمارے لئے ایک سوگ کی فضا تک کا ہے۔ ہم اُنکے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور میں اُنکے حوصلے کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس حوصلے اور عزم کیساتھ انہوں نے اپنے دکھ کو پیچھے رکھ کر عوام کی نمائندگی کا حق بجالا رہے ہیں۔ جس پر میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں۔ امن و امان کا مسئلہ صرف یہاں تک ختم نہیں ہوتا ہمارے منتخب ہونیوالے C.M ڈاکٹر عبدالملک کے ساتھ جو گزرا، ہمارے قدوس بزنس صاحب کے ساتھ گزرا۔ اور ہمارے دوسرے ممبران ساتھی جن حالات سے گزر کر اس الیکشن کا process کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اُن سب کو اس چیز کا احساس ہے کہ بلوچستان اس وقت کس آگ میں جل رہا ہے۔ تو اس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بلوچستان میں، یہاں جو تمام نمائندگی ہے، وہ موجود ہے۔ اور ہماری کچھ پارٹیاں اتحاد میں ہیں جو کہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر میں اُنکا نام لوں یا نہ لوں، سب جانتے ہیں جو کہ آئندہ حکومت بنانے والی ہیں۔ اور جس کی سربراہی، حکومت کی، ڈاکٹر عبدالملک کے سر ہے۔ اور اُنکے لئے امن و امان ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اور میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عبدالملک صاحب یا نیشنل پارٹی اکیلی اس چیلنج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ یہاں ہر دوست کو، ہر ممبر کو، ہر پارٹی کو، ہر علاقے کو، ہر اُس قبائلی ہمارے سربراہ کو ذاتی طور پر اسمیں پیش پیش ہونا پڑیگا۔ تاکہ بلوچستان کے اس مسئلے کا حل نکالا جائے۔ اور ہمارے بلوچستان کو امن اور آشتی کا گوارہ بنایا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ عزم کریں کہ پہلے ہم بلوچستان کو امن دیں اور لوگوں کو جان و مال کا تحفظ دیں اُسکے بعد باقی priorities آتی ہیں۔ جب امن نہیں ہوگا تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں ترقی کی کوئی راہ کھل سکے۔ ترقی امن اور تسلی سے ہوتی ہے۔ جب اپنی جان کیلئے ہمیں تسلی نہیں ہے۔ اپنی اولاد کی تسلی نہیں ہے۔ اپنے اُن دوستوں اور بھائیوں کی اور اُن لوگوں کی، جنہوں نے ہمیں یہ شرف دی ہے اور یہاں پہنچایا ہے۔ جب اُنکا خیال ہمیں نہیں ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ترقی کا عمل پورا ہو سکے گا۔ تو اسلئے میں اس House کو آپکے توسط سے گزارش کرونگا کہ یہاں جو حکومتی پنچر پر ہوں یا جو اپوزیشن پنچر پر ہوں، سب کا فرض بنتا ہے۔ یہ صوبہ سب کا ہے یہاں ہم سب بھائی ہیں۔ قومیت کے نام سے پہچان ہے۔ لیکن ہم سب بھائی ہیں ہم بھائیوں کی طرح ایک زندہ مثال بن کر اس صوبے میں امن لانے کیلئے سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوشش کریں معاونت کریں، مدد کریں اور ثابت کریں کہ ہم اسکے

اہل ہیں کہ ہم صوبے میں امن و امان دے سکیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اُسکے بعد آتا ہے کہ جی وسائل کا صحیح استعمال۔ میں یقیناً کہوں گا کہ گزشتہ ادوار میں وسائل کا کچھ صحیح استعمال نہیں ہوا جس کیلئے بہت سارے دوستوں نے اپنی تقاریر میں بیان کیے لیکن میں یہ بھی کہوں گا کہ اگر وسائل کا صحیح استعمال جنہوں نے نہیں کیا تو عوام کی عدالت اس کا بہتر احتساب کرنے والی ہے اور عوام نے وہ احتساب کیا اور آج آپ دیکھیں گے کہ جنہوں نے وسائل کو بے دردی سے لوٹا وہ آج اس اسمبلی کے فلور پر موجود نہیں ہیں تو یہ سب سے بڑا احتساب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ بہت بڑا سبق حاصل کرنا ہے کہ جنہوں نے عوام کے حقوق کو بے دردی سے استعمال کیا اور انکے فنڈز کا ضیاع کیا تو ان کا کیا حال ہوا۔ تو کل ہمارے ساتھ بھی یہی حالات پیش آئیے تو ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے اور good governance کیلئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں۔

الحمد للہ اس وقت بہت اچھے باشعور اور اچھی سوچ رکھنے والے ہمارے مہربان دوست colleagues یہاں موجود ہیں۔ اور مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں ساتویں بار اس اسمبلی میں حاضر ہوا ہوں۔ اور دو دفعہ میرے بھائی بھی اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ اور اس حساب سے میرے خاندان کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ ہم نویں دفعہ اس اسمبلی میں آنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور اس وقت میرے خیال میں جتنے بھی ممبر آئے ہیں۔ جو ہمارے کچھ نوجوان آئے ہیں چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے کسی بھی برادری سے کسی بھی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میری سب کے ساتھ یکساں ایک نیاز مندی اور دوستانہ تعلق رہا ہے اور رہیگا اور یہ رہتی دنیا تک انشاء اللہ قائم رہیگا۔ تو جناب والا! ہمارے ایک دوست نے یہاں ذکر کیا کہ قرارداد صوبائی خود مختاری کیلئے پیش کی گئی تھی۔ جس میں ایک اسپیکر اسکے خلاف گیا کسی کے کہنے پر اور اسکو اسپیکر شپ سے ہاتھ دھونے پڑے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس اسپیکر صاحب نے عدلیہ کے وقار کو بلند کرنے کیلئے اپنے موقف پر قائم رہا اور عدلیہ کی بالادستی کیلئے انہوں نے جو موقف اختیار کیا اور اسی کیلئے اسکو اسپیکر شپ کی seat چھوڑنی پڑی۔ جس کیلئے میں اسکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر میں میاں نواز شریف صاحب کو کہ اقتدار کو چھوڑ کر اقتدار کی مثال قائم کرنی ہے۔ جس کے تحت بلوچستان میں ہمارے دوستوں کو انہوں نے یہ lead دی جس کیلئے ہمیں خوشی ہے۔ اور میں سردار ثناء اللہ صاحب کی خندہ پیشانی سے اس فیصلے کو قبول کرنے کیلئے انکو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔

اور میں میاں نواز شریف صاحب کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے بلوچستان کے ساتھ ایک خصوصی ہمدردی رکھتے ہوئے۔ ہمارے دوستوں کو ہمارے وہ دوست جو، انشاء اللہ و تعالیٰ مجھے اُمید ہے کہ سب کے تعاون سے ہم سب مل کر بلوچستان میں ایک اچھی حکومت قائم کریں گے اور بلوچستان کو ایک مثالی حکومت دیں گے۔ اور صوبے میں امن و امان کیلئے سرجوڑ کر بیٹھ کر کوشش کریں گے اور صوبے کو ایک good-governance دیں گے۔ میں آئیو ائی حکومت کیلئے اس وقت کیونکہ پالیسی بیان کوئی نہیں ہے ہم بیٹھیں گے آپس میں سب دوست ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں، سردار ثناء اللہ صاحب ہمارے پشتونخوا کے بھائی ہیں۔ ہمارے نیشنل پارٹی کے دوست ہیں۔ وہ سب آپس میں یقیناً بیٹھیں گے۔ ہمارے (ق) لیگ والے دوست بھی اسی اتحاد میں شامل ہیں۔ ہم سب بیٹھ کر ایک policy بنائیں گے اور اس پر سوچیں گے اور جس دن انشاء اللہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا انتخاب ہوگا اس دن اس policy پر ہم کچھ بولنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت میرے خیال میں بولنا وقت کا ضیاع ہوگا۔ اور میں آپ کو ایک بار پھر اس منصب پر فائز ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آپ House کو بلا امتیاز چلانے کی صلاحیت حاصل کریں گے اور پوری کوشش کریں گے۔ اور اسکے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت بہت، شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ سردار صالح صاحب۔ مفتی گلاب خان کا کڑ صاحب! please, floor آپ لیں۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں آپکو اور ڈپٹی اسپیکر جناب عبدالقدوس بزنجو صاحب کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ آپ اس ایوان کو بلا امتیاز سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر خوش اسلوبی کے ساتھ چلائیں گے۔ اور میں اس ایوان کے معزز اراکین سے یہی اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے تقدس کا بھرپور خیال رکھ کر اس کو بحال رکھیں گے۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! وَآخِرُالدَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جناب اسپیکر: آپ نے بہت مختصر تقریر کی۔ میرے خیال میں مولانا واسع نے جو زیادہ مفصل تقریر کی تھی، وہ آپ نے cover-up کر دی۔ ڈاکٹر اچکزئی صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مسٹر اسپیکر! آپکی بڑی مہربانی کہ مجھے بولنے کا

موقع دیا۔ اس سے پہلے کہ میں آ پکو مبارکباد دوں۔ بزنس صاحب کو مبارکباد دوں۔ میں چیئرمین پشتونخوا ملی عوامی پارٹی، محمود خان اچکزئی کے ان الفاظ کو دہراؤنگا جو انہوں نے 90ء میں پہلی بار قومی اسمبلی میں کہے تھے۔ اور وہ یہ تھے، ”کہ آپکی ذمہ داریاں ہیں، ہماری اپنی ذمہ داریاں۔ ہم اس House کو، سیمنٹ، سریے اور اینٹوں کا مجموعہ نہیں سمجھتے۔ ہم اس اسمبلی کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ہمیں خیرات میں نہیں ملی ہے۔ یہ ہم پر احسان کر کے کسی نے نہیں دی ہے۔ یہ ہم نے سینکڑوں سال جیلوں کی قربانیاں، سینکڑوں شہداء، جائیدادوں کی ضبطی اور جلا وطنی۔ ان تمام قسم ماقسم قربانیاں دے کر ہمیں ملی ہے۔ جناب والا! تو اُنکے الفاظ یہ تھے ”کہ اس کے تقدس کو بحال رکھنے کیلئے ہمیں اس House میں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے جو ہم اپنے گھر میں، اپنی والدہ محترمہ، والد، بچوں، بہن اور اُنکے سامنے نہ کہہ سکیں۔ کیونکہ ہمارے اکابرین کی قربانیوں سے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اکابرین کی قربانیوں کی وجہ سے ہمیں یہ حیثیت ملی ہے۔ اور محترم زیا تو ال نے جو بات کی کہ، When there is will, there is a way یہاں تک پہنچنے کیلئے جناب والا! سول بیورو کریسی اور ملٹری بیورو کریسی نے اس ملک کو اس نہج تک پہنچایا۔ وہ اسلئے جناب! policy matters اور فلانے کی بات تو ہم بعد میں کریں گے۔ آپکو یہ گوش گزار کرادیں کہ یہ 65 سال کا سفر، When Dictator there is will, there is a way. ہم نے ہر Dictator کو reject کیا۔ اُسکو نہیں مانا۔ اور اُسکی تمام ظلم اور بربریت کو برداشت کیا۔ میں شہید عبدالصمد خان اچکزئی کا بیٹا ہوں۔ جس کو ایوب خان مارشل لاء نے چودہ سال قید بامشقت دی۔ محض اسلئے الزام یہ تھا، ”کہ تم یہ تیاری کر رہے تھے موجودہ حکومت کو topple کرنے کی۔ تو اُس مرد آہن نے کہا کہ ”بھئی میں topple کرنے کی سازش کر رہا ہوں کرنل صاحب! آپ نے تو topple کر ہی دیا۔ آپ نے اپنے لئے کونسی سزا سوچی ہے،۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اس فقرے پر 14 سال قید بامشقت۔ ہم چوتھی سال کے طالب علم تھے۔ بابا جیل میں تھا۔ جب واپس آیا۔ نوٹ کر لیں جناب اسپیکر! 23 اپریل کو ہائی کورٹ نے لاہور میں اُسکو ہا کیا۔ 5 مئی کو کوئٹہ ایئر پورٹ پر اُسکا استقبال ہوا۔ جو ایوب خانی میں سب سے پہلا سیاسی اجتماع اور agitation تھا۔ 18 مئی کو پھر گرفتار کیا۔ 6 مئی اُس پر پیشی چلی جگے میں۔ پھر 14 سال

قید با مشقت۔ کہانی بڑی لمبی ہے مختصر جھلکیاں دیتا چلوں۔ بزنجو صاحب کو 14 سال جیل دیا۔ پھر ’’ون پونٹ مردہ باد کی مہر‘‘ اُس نوٹ پر ٹم نے ثبت کی۔ گل خان نصیر کو 3 سال جیل اسلئے دیئے کہ جب ہم بزنجو صاحب کو گرفتار کر رہے تھے تو تمہاری پیشانی پر بل آئے اور کوئی جرم نہیں تھا۔ عزیز مگسی صاحب، عزیز کرد صاحب، کمال خان شیرانی صاحب، 1930ء سے یہ سفر خان شہید، عبدالصمد خان اچکزئی، حاجی عبدالسلام خان اُسکے بڑے بھائی محمد ایوب خان اچکزئی اور اُنکے ساتھیوں نے initiate کیا۔ انگریز کو بھی نکالا اور جو بھی جرنیل آتا گیا اُنکو ہم نے نہیں مانا۔ وہ ایوب خان یا بیگی خان تھا یا ضیاء الحق تھا یا مشرف تھا۔ When there is will, there is a way. وہ اسلئے جناب والا! آج جو حکومت کی تشکیل ہوئی ہے۔ جو تین پارٹیوں کی coalition بنی ہوئی ہے۔ ان تینوں میں یہ خاصیت common ہے۔ نیشنل پارٹی، عزیز کرد، مگسی صاحب، بزنجو صاحب، اُسکے بعد مالک صاحب اور اُنکے ساتھی۔ ان میں بھی یہی خاصیت ہے کہ کسی بھی ظالم کے سامنے نہیں جھکے، کسی بھی Dictator کو نہیں مانے ہیں۔ تمام سزائیں جھیلی ہیں۔ اور آپ کہیں گے ’’تیسری پارٹی تو مسلم لیگی ہے۔ اُسکی کونسی خاصیت ہے؟‘‘ جی! نواز شریف واحد بندہ ہے ’’مرد آہن‘‘ جس نے اسٹیبلشمنٹ کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اور لوگ دیکھ رہے تھے۔ اُسکی سوٹ کیسیں اور اُسکی بستریں جہاز میں لگ رہے تھے۔ اور مارشل لاء والے اسکوٹیلو ریژن پر دنیا کو دکھا رہے تھے۔ جناب مشرف صاحب نے اُسکو انک کے ایک قلعہ کی سیر کروائی۔ نواز شریف اور اُسکے خاندان کو مسلم لیگ عبدالصمد اچکزئی سمجھے تھے یا جی ایم سید سمجھے تھے یا باچا خان سمجھے تھے یا بزنجو سمجھے تھے۔ چونکہ وہ سندھی، بلوچ اور پٹھان۔ لیکن اُنکو پتا نہیں تھا کہ وہ ایک طاقتور، وہ ایک جمہوری، جس نے ارادہ کیا کہ اسٹیبلشمنٹ کے خلاف لڑنا ہے۔ اور پاکستان کو جمہوریت کی پٹری پر روانہ کرنا ہے۔ اس خاصیت کو برقرار رکھنے کیلئے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار اسٹیبلشمنٹ اور ملٹری کے خلاف آواز بلند ہوئی اور اُسکو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس پنجابی، پٹھان، سندھی اور بلوچ کے Anti-establishment اور ظلم کے خلاف اس آواز نے آج یہ نتیجہ دیا ہے۔ جناب والا! یہ اتفاقہ نہیں ہے۔ اس صوبے کے عوام نے اُن پارٹیوں کو نمائندگی دی، majority نے، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی، نہ صرف پشتونوں کی majority party بلکہ صوبے کی majority party۔ ڈاکٹر مالک صاحب کی

next - party ثناء اللہ صاحب کی party - ان تینوں پارٹیوں کو، ہم نے اتنی محنت کی، اپنی قربانیوں سے، اپنے تبلیغ سے، اپنے عمل سے، صبر سے، عدم شدد سے، صوبے کے عوام نے فیصلہ دے دیا ”کہ We are anti-Establishment ہم فوجی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف ہیں“۔ اور اس فیصلے میں جو انہوں نے، پشتون، بلوچ۔ گورنر پشتون اور وزیر اعلیٰ بلوچ۔ بلوچ، پشتون بھائی بندی۔ برادری۔ یہ راستہ بھی reflect کیا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) آگے جا کر ہم اس پر اور بھی محنت کریں گے۔ وہ اسلئے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ہر قسم کے تشدد کے خلاف ہے۔ خواہ وہ ریاستی ہو، وہ کسی تنظیم سے ہو یا وہ کسی Dictator سے ہو۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) وہ فرقہ وارانہ ہو، وہ کسی قوم کا قوم پر ہو، ظالم کا مظلوم پر ہو، پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کا یہ character ابھی عیاں ہو گیا۔ جناب والا! ہمیں اس بات پر ایک دوسرے کے ساتھ برداشت، حقیقت، ان تمام چیزوں کو consider کرنا ہوگا۔ جو ہم کہہ رہے ہیں ”جی! بلوچستان نے پاکستان کو opt نہیں کیا، خان قلات نے۔ وہ کونسا بلوچستان ہے؟“۔ وہ بلوچستان، قلات اسٹیٹ، خاران اسٹیٹ، مکران اسٹیٹ اور لسبیلہ۔ یہ بلوچستان ہے جس نے opt نہیں کیا۔ لیکن جو انگریز کا بلوچستان تھا، برٹش بلوچستان جس میں شاہی جرگے کے 54 ممبران تھے۔ اُس میں 48 پشتون تھے باقی نوشکی، مری، بگٹی اور نصیر آباد کے تھے۔ یہ وہ علاقے ہیں جو انگریز نے خان قلات سے Lease پر، چاغی 8 ہزار روپے سالانہ اور نصیر آباد ایک لاکھ 10 ہزار روپے سالانہ۔ تو یہ تشکیل ہے بلوچ، پشتون کی، اس صوبے کی۔ اسکو کوئی deny نہیں کر سکتا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بھائی! ہم اور آپ برابری سے رہیں بھائی بندی سے رہیں۔ اس صوبے میں پشتون، بلوچ، ہر walk-of-life میں برابر ہیں۔ یہ کسی کو منظور ہے یا نہیں، ہمیں منظور ہے۔ دوسری بات جناب والا! اگر کسی کو اعتراض ہے یا کسی کو اچھی نہیں لگتی ہے، majority بلوچوں کو، تو Then we should have our own province. یا پھر برٹش افغانستان جو چترال سے لیکر بولان تک، اسکو ہم پشتونستان، ایک واحد یونٹ اور اُس میں اُسکا نام پشتونخوا، پشتونستان افغانستانیہ۔ اور اُس میں پشتونوں کے vote سے elected-government۔ یہ ہمارے three options ہیں۔ جناب والا! آج یہاں لوگوں نے بات کی۔ انہوں نے بھوتانی صاحب کی بات کو آگے بڑھایا۔ ”کہ بلوچستان

میں پشتون اور بلوچ بھائی بندی،‘۔ جناب والا! یہ بنیادی بات ہے اس صوبے کے امن و امان کی۔ امن و امان، جب تک ادارے، جب تک اسٹیبلشمنٹ جب تک سول بیورو کریسی، جب تک ملٹری بیورو کریسی یا ہمارے خفیہ ادارے اس چیز کو support نہیں کریں، ایک گھنٹہ تک سید حمید corsس سے لیکر چین تک نہ منگچر کے راستے پر نہ کھیتران کے راستے پر کوئی تشدد کر سکتا ہے نہ کسی کی عزت کو لوٹ سکتا ہے نہ کسی کے مال کو لوٹ سکتا ہے۔ تو یہ فیصلہ صوبے کے عوام نے کر دیا ہے کہ We are anti-Establishment. اور مرکز میں نواز شریف کے ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے بلوچوں اور پشتونوں کی ساٹھ سالہ demand، ساٹھ سالہ جدوجہد، ساٹھ سالہ جمہوریت۔ اور جمہوری اصولوں کے، انکے ساتھ، یہ Triad Partied جو حکومت تشکیل دی۔ ابھی ہم پر یہ ذمہ داریاں ہیں کہ ہم اسکوکس طرح چلاتے ہیں۔ عوامی مینڈیٹ ہمارے پاس ہے۔ وفاق نے یہ کہا ہے۔ اور ادھر سردار ثناء اللہ کی رہبری میں مسلم لیگ، نیشنل پارٹی کی رہبری میں ڈاکٹر مالک صاحب اور محو خان اچکزئی کی رہبری میں پشتونخوا ملی عوامی پارٹی۔ ہم آپکو as a Custodian of the House جتنی بھی جمہوری، انسانی، مذہبی فرائض ہیں ہمارے، ہم اس House کو چلانے کیلئے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی آپکے disposal پر ہے۔ اور آپ اور ہمارے ڈپٹی اسپیکر ہیں۔ اب انہوں نے تو بیچارے نے تو بتا دیا۔ ہم اُس خطے سے ہیں جو پشتون میں کہتے ہیں ’زر زندہ ک د پلار دہ ہم پہ وار دہ‘۔ وہ چلی کا، وہ جس کی بھی اگر کسی کے باپ کی بھی ہو لیکن اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے ڈیڑھ سو شہداء گلستان میں دے دیئے۔ میجر جنرل مہدی، اور اُسکا میجر کمانڈر رضوان ہم پر مارٹر چلا رہے تھے ’کہ جی! تم نے فلانے کو مارا ہے‘۔ قصہ لمبا ہے، جناب والا! ہم Election جیت کر آئے ہیں۔ تمام اداروں پر یہ reflect ہوا ہے۔ ہمارے خلاف تمام ڈرگ مافیا ہمارے خلاف تمام دہشتگرد، ہمارے خلاف تمام کرائے کے تھے۔ اور دوسری تنظیموں کے خلاف جمعیت العلماء اور فلاں ہیں، اُنکے خلاف ہم Election جیت کر آئے ہیں۔ اگر اداروں کی یہ مرضی نہ ہوتی ہم کبھی نہیں آتے۔ ہم ہر وقت تین، تین، چار، چار، پانچ، پانچ جانیں دے کر Election کرتے تھے، کامیاب ہوتے تھے یا نہیں۔ اس دفعہ ہماری چلی سطح پر، شاید کسی کیپٹن نے مداخلت کی ہوگی، میجر صاحب نے کی ہوگی، فلاں نے کی ہوگی۔ یا خواہش ظاہر کی

ہوگی۔ لیکن وہ بڑے ارادے، میرے خیال میں لڈ گئے۔ ابھی ہماری ملٹری فورسز ہماری بیوروکریسی ہاتھ میں ہاتھ جوڑ کر، جمہوری حکومتوں کا ساتھ دیں۔ بجائے اسکے کہ سیاست، سیاستدان تخلیق کریں۔ سیاستدان synthesize کریں۔ سیاست ایجاد کریں۔ ساٹھ سال میں ایجاد شدہ سیاستدان ہم پر حکومت کیا کرتے تھے۔ جو ملک کو اس نہج پر لے آئے۔ دوسری بات جناب والا! بولتے ہیں ”ہم policy-matters میں اُنکے ساتھ ہیں جب وزیر اعلیٰ صاحب حلف لیں گے اُن سے کراہینگے“، تو بنیادی چیز امن و امان ہے۔ وہ ان تمام ممبران پر، خواہ وہ اپوزیشن کے ہیں یا ان تین پارٹی کی حکومت میں شامل ہیں، یکساں، ہماری ذمہ داری ہے۔ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی اس ذمہ داری سے کسی سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ آپکی بڑی مہربانی۔ مجید خان کہتا ہے کہ مبارکی۔ مبارکی میں نے پہلے فقرے میں دے دی۔ آپکو مبارک ہو۔ اور اتنے مجھے ہوئے، ایک تجربہ کار سیاستدان۔ اور یہ تشدد کا مارا ہوا ہمارا ڈپٹی اسپیکر۔ ہاں! آپ سے کم از کم ہمیں کوئی ایسی توقع نہیں ہے کہ آپ ہم لوگوں میں فرق کریں گے۔ کیونکہ دونوں تجربہ کار اور ظلم سہنے کے بعد ادھر آئے ہیں۔ آپ اپنی ڈیوٹی انشاء اللہ بخیر و عافیت ادا کریں گے۔ اور ہم اپنی ڈیوٹی کا آپکو باور کراتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر آپکی بڑی مہربانی۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: مہربانی ڈاکٹر صاحب۔ خالد لاگو صاحب! Please take the floor. میر خالد ہمایوں لاگو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محترم اسپیکر صاحب! گل آن اچ پیش من ترا اوقدوس جان آنتخب بیٹنگ ء مبارکباد پیش کناں۔ دومی تمام ایوان ء معززین کہ منتخب بیٹنگت، وتی وتی علاقہ آن اچ، من گل آن مبارکباد پیش کناں۔ سنگت آن، سینئر ء میگان گپ گت۔ منی چونکہ اوٹی وار ء اس اسمبلی ء ما شمارا مبارکباد دیاں او اوٹی وار تو ماں خوش اُم کہ بلوچستان ء اسمبلی ء کہ جوڑ بیت ء۔ یک بلوچ، پشتون براتی تعلق ء کہ جوڑ بیت ء منی مخلوق ء نیام ء۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اے صوبہ پہ مخلوق ء باز خوش آسند ان۔ دومی اے موقع ء من

نواب ثناء اللہ زہری صاحب ء اگر ذکر آ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: خالد جان! دو منٹ تشریف رکھیں، اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان کے بعد اجلاس دوبار شروع ہوا)

جناب اسپیکر: جی بسم اللہ۔

میر خالد ہمایوں لاگو: جناب اسپیکر! اے موقع ء من نواب ثناء اللہ زہری صاحب ء خراج تحسین پیش کناں کہ ہوا واقعہ کہ آئی ء لوغ ء بیت ء، آئی ء جان و بخر الیکشن ء موقع ء جنگ پیکنٹ او حالاتانی ہما و ژ آ کہ سردار صاحب ء، نواب صاحب ء مقابلہ کُنتہ، آئی ء جرات، آئی ء بہادری او آئی ء ہمتا رامن سلام پیش کناں۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے) او مخلوق ء پما بلوچ مخلوق ء بلوچ راج ء آیا یک پیغام ء مارادانہ کہ اے و ژ ء مشکل آن، مصیبت آن، پریشان آن، گڑا جوان مڑدی ء مقابلہ گنگ بیت۔

جناب اسپیکر: جی میر عبدالقدوس! یہ۔

میر عبدالقدوس بزنجو (ڈپٹی اسپیکر): جناب اسپیکر! بلوچی زبان میں جو تقریر کر رہے ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ وہ اپنی زبان سے انہوں نے کی۔ پھر بھی یہاں بہت سارے لوگ ہیں، جو بلوچی زبان نہیں سمجھتے ہیں۔ اسی طرح پھر پشتو زبان بھی آئیگی۔ ہمارے لیے ساری زبانیں محترم ہیں۔ ہو سکے تو اسکو آپ اُردو میں، تاکہ سارے سمجھ لیں۔ اور ہم یہاں سیکھنے اور بہتر اُسئیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: صحیح ہے مہربانی۔ کوئی اس پر issue نہ بنائیں آپ۔

ڈپٹی اسپیکر: یہ تو روایات نہیں گی۔

میر خالد ہمایوں لاگو: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ایک منٹ! گزارش ہے۔

میر خالد ہمایوں لاگو: جناب اسپیکر! آج جیسے بزرگوں نے بات کی، اچھا ماحول تھا۔ میرے بھائی ہیں، میرے دوست ہیں، بہت اچھے دوست ہیں۔ لیکن مجھے یہ نہ کہنا ہے کہ یہ مشرف کے باقیات ہیں۔ کسی پشتونخوا کے بھائیوں کو تکلیف ہے تو مجھے بتائیں؟

جناب اسپیکر: میرے خیال ہے کسی controversial issue میں نہیں پڑتے۔

میر خالد ہمایوں لاگو: کسی دوسرے کو تکلیف ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب اسپیکر: controversial issue میں نہیں پڑتے اس وقت۔

میر خالد ہمایوں لاگو: جناب اسپیکر! آج کا یہ ماحول خراب نہ کریں تو اچھا ہے میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر: controversial issue میں نہ پڑیں۔

میر خالد ہاپوں لاگو: یہ ماحول خراب نہ کریں بہتر ہے۔

ڈپٹی اسپیکر: جو mandate عوام نے ہمیں دیا ہے اُسکی وہ میرے خیال ہے خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ہم کسی کے باقیات نہیں ہیں۔ ہماری نسلیں اسمیں دادا سے چلی آرہی ہیں۔ اور یہاں ہمیں سیکھنے کا ایک موقع ملتا ہے۔ بہت سی چیزوں کا ہمیں پتا نہیں ہوتا ہے، ہم اپنے دوستوں سے سیکھ لیتے ہیں۔ تو اسی طرح پشتو اور باقی زبانوں میں باتیں ہوتی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل میں سمجھ رہا ہوں۔ please تشریف رکھیں۔ نہیں، میرے خیال میں issue نہیں بناتے ہیں اسکو۔ آپ تقریر کریں۔ میں نے یہ لکھ دیا ہے کہ انشاء اللہ ہمیں interpreters کی ضرورت پڑے گی۔ ہم interpretation ہر زبان کی کرانے لگ جائیں گے۔ مسئلہ کا حل بھی دیتے جائیں گے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) یہ آسان ہے۔ ہمیں اپنی شناخت ہے sir، اسکی فکر نہ کریں۔

میر خالد ہاپوں لاگو: مہربانی۔ مہربانی جناب اسپیکر!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: وہ تقریر کر رہے ہیں اچکزئی صاحب! اصول یہ ہے کہ۔ جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! آپ سینٹ میں رہے ہیں، ہم نیشنل اسمبلی میں وہاں اُردو میں انگریزی میں تقاریر ہوتی ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں گئے ہیں، پنجابی میں، اُردو میں، انگریزی میں تقریریں ہوتی ہیں۔ خیبر پختونخوا اسمبلی میں پشتو میں، ہندکو میں، انگریزی میں اور اُردو میں تقریریں ہوتی ہیں۔ لیکن ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ مترجموں کا بندوبست کر دیں۔ جو جس زبان میں۔ ہم نے آزادی لے لی۔ جن لوگوں نے ہم پر یہ Rules imply کیے تھے۔ جو چارجرنیل تھے۔ اُنکو ہمارے سپریم کورٹ نے ”آئین کے باغی“ اور ”پاکستان کے غدار“ قرار دیئے ہیں۔ اور یہ مطالبہ کیا ہے سپریم کورٹ نے کہ اُن پر مقدمہ چلایا جائے۔ کسی نے اُن سے کہا کہ بھئی! وہ ایک دو تو مرچکے ہیں۔ اُنہوں نے کہا ”کہ مُردوں پر بھی چلائیں گے“

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ شکر یہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ ملک کسی اور نہج پر چل پڑا ہے میرے بھائی۔ ہر ایک کو اپنی

زبان، مادری زبان، قومی زبان کی آزادی ہونی چاہیے۔ بشرطیکہ وہ He will talk sense. کہ sensible باتیں ہوں۔ بیشک آپ تک پہنچانا ہے۔ House تک پہنچانا ہے۔ اُنکے لئے مترجم کا بندوبست کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی، جی please-please بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ جی کھیتراں صاحب! میں آپکی سہولت کیلئے پہلے لکھ بیٹھا تھا کہ کتنے ہمیں interpreters چاہئیں زبانوں میں۔ جس میں کھیتراں بھی میں نے لکھی ہوئی تھی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: یہ بدمزگی پیدا کرنے کی بجائے، آپ Custodian of the House ہیں اس پر اپنی رولنگ دے دیں تاکہ ہمارے دوستوں میں کوئی بدمزگی نہ ہو۔ کہ جی! اپنی زبان میں۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سندھ میں ہم نے خود سنا ہے کہ سندھی میں، صوبہ پنجتوخوا میں پشتو ہے، ہندکو ہے۔ تو اسمیں، اس معزز ایوان کیلئے آپکی رولنگ ہمارے لیے قابل احترام ہوگی۔ آپکی رولنگ آجائے اس پر۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: وہ میں نے آپکو پہلے ہی سنا دیا ہے۔ میں آپ سب کا بھائی ہوں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ۔ جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: جی! جب اسپیکر بات کر رہا ہوتا ہے تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ہے

زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: عبدالقدوس بزنو صاحب کی اصلاح کرانا چاہوں گا۔

جناب اسپیکر: اسمیں آپ اُلجھ جائیں گے تو بسم اللہ۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میرے فاضل دوست لاگو صاحب براہوئی

میں بات کر رہے ہیں بلوچی میں نہیں۔

جناب اسپیکر: بلوچی، بلوچی میں۔ uncivilized بات ہے۔ آپ ان چیزوں میں پڑ گئے

تو آپ ترقی نہیں کریں گے۔ ہم سب کیلئے interpreters کر لیں گے ادھر، کوئی مسئلہ نہیں۔

مسئلے کا حل دے رہے ہیں۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے) دُمر صاحب! اجازت دیں۔ میں یہ

کرتا جاتا ہوں۔ آگے بڑھتے ہیں۔ ابھی ظہر کا وقت ہے۔ عصر تک بیٹھتے ہیں اگر آپکا حکم ہے۔ لیکن، آپ بسم اللہ کریں میرے ذہن میں ہے پروگرام۔ یہ میرے سیکرٹری صاحب بھی سُن رہے ہیں۔ ہماری صوبائی اسمبلی یہ بند و بست کرے گی کہ ہر، ہماری جو لوکل زبان بولی جاتی ہے بلوچستان میں اُسکا interpretation ہوں۔ بہت آسان طریقہ ہے، یہ ہوگا۔ انگلش اور اردو کے علاوہ۔ وہ بھی ہم کریں گے۔ یہ آپ لوگوں کی آسانی کیلئے ہے۔ ویسے ان چیزوں کو ہم رُکاؤٹ نہیں بننے دیں گے۔

میر خالد ہمایوں لاگو: مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: نیک نیتی میں، ترقی میں، یہ رکاؤٹ نہیں ہونے دیں گے۔ جی بسم اللہ۔

میر خالد ہمایوں لاگو: مہربانی جناب اسپیکر صاحب! مَن پدا قدوس جان ء را معذرت لوٹاں کہ منی اے الفاظ آن دل آزاری بیتنگ ء، مَن معذرت لوٹاں۔ تو ماں گپ کنگ اتاں اسپیکر صاحب! کہ نواب صاحب ء قربانی داتا واتی لوگ ء، واتی جان ء جگر ء قربانی داتا۔ پدا ہم آئی ء گڈ کہ ہست اے حکومت پیگ ء process ء نواب صاحب ء، میاں صاحب ء، پدا اے یک قربانی ء باز مزنیں داتا کہ منی خیال ء جی کہ آئی ء شکر یہ ادا کنگ نہ بی کہ آئی ء باز majority آن ء گورست ات، لیکن آئی ء را با وجود ہمایان قربانی داتا اونیشنل پارٹی ء اے لیڈر ڈاکٹر صاحب آن قائد ایوان منتخب گرتش۔ دومی ما واتی مہربان خان محمود خان اچکزئی صاحب ء شکر یہ ادا کناں کہ آئیانی دورا ندیشی، آئیانی فراخ دلی ء پے موقع مارا رست ات۔ اگر خان محمود خان اچکزئی، نواب ثناء اللہ صاحب اومیاں نواز شریف ء فراغ دلی اودورا ندیشی ء مظاہرہ مہ گتین گڈا شاید مے حالات صوبائی اسمبلی ء ڈول افہام و تفہیم ء گڈ حل نہ بیت انت۔ پدا یک واری اسپیکر صاحب! مَن ترا، قدوس جان ء را خاص کر مبارکباد دے آن اودھے اُمید، ہمے توقع ء را شام اچ کنان کہ انشاء اللہ ثناء اللہ House ء، اے معززین، اے ایم پی اے صاحبانان ء را گو واتی غیر جانبداری ء ہاؤس ء proceedings آن چلین ات۔ اویک گزارش ء چونکہ زیارتوال صاحب ء یادومی سنگت ء گپ کنگ ات کہ مئے اسمبلی ء قرارداد باید رڈی ء ٹوکری ء نذر مہ بنت۔ ایدا بھی چاہے اسلام آباد ء مئے حیثیت بلوچستان اسمبلی ء، مئے مخلوق ء، مئے ایم پی اے آئی، مئے قائد ایوان ء، مئے اپوزیشن لیڈر ء ہما عزت اودھا مقام ہمارا

حاصل بیت اسلام آباد اندر۔ ہما یک شمنے ہم ء role ء، شما یک اہم ء role ادا گنگ کنی۔  
پدا من شمنے سنگت آنی ترا منا موقع دات ء۔ شمنے باز مہربانی اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: مہربانی تئی۔ ابھی میں، سنتوش کمار! Please take the floor!  
جناب سنتوش کمار: سر! میں سب سے پہلے آپکو as a Speaker بلا مقابلہ  
منتخب ہونے پر اور عبدالقدوس جان کو ڈپٹی اسپیکر بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں  
سر! جیسا کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر اور صوبائی سربراہ نواب ثناء اللہ خان زہری اور دیگر جماعتوں  
کے پارلیمانی لیڈرز نے جس طریقے سے بیٹھ کر بلا مقابلہ اس سلسلے کو نبھایا۔ سر! اُسکے لیے اور  
مسلم لیگ کیلئے خاص کر، زہری کے عظیم سانحہ کے بعد الیکشن ناممکن بنایا گیا تھا۔ جس طریقے سے  
نواب صاحب نے خود الیکشن میں حصہ لیا اور پارٹی کو بھرپور کامیابی ملی اُنکی مرحوم منٹ آج میں  
اس floor پر پہنچا ہوں۔ کیونکہ ہماری اقلیت کا حلقہ سر! پورا بلوچستان ہے۔ میں اپنی پارٹی کے  
قائد میاں نواز شریف اور اپنے صوبائی صدر نواب ثناء اللہ خان زہری اور دیگر پارٹی کے  
پارلیمانی لیڈرز سے یہ request کرتا ہوں کہ اقلیت کا مسئلہ جہاں، جدھر بھی ہو، ہمیں ان  
کے ساتھ بھرپور دینا چاہیے۔ سر! اسمیں آپ بھی ہماری راہنمائی کریں۔ اور اقلیت سر! ابھی  
مستونگ میں تقریباً کوئی ایک سال ہوتا ہے کہ پورا شہر خالی ہو گیا ہے۔ اسمیں مندر تک shift کیا  
گیا ہے۔ اور مندر کی موڑتیاں یا لوگوں کو shift کرنے میں جس طرح سے نواب ثناء اللہ خان  
زہری نے خود ہندو برادری کی مدد کی۔ اور اپنے قافلے، سیکورٹی دی اُنکو، جہاں سب میں جانا تھا،  
ڈیرہ مراد اُنکو پہنچایا۔ اُنکا سر! میں بے حد مشکور ہوں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ میں پھر آپکا شکریہ

ادا کرتا ہوں۔ اور آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ Thank you sir.

جناب اسپیکر: شکریہ۔ شکریہ آپ کی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں تو سمجھی تھی شاید مجھے موقع نہیں ملے

گا۔ کیونکہ اگر یہاں دس مرد بول سکتے ہیں تو چار خواتین کیوں نہیں بول سکتیں؟

جناب اسپیکر: بی بی! صرف صبر اور حوصلے کی بات ہے موقع سب کو ملے گا۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ۔

جناب اسپیکر: بس گھر میں میرے دوست ڈاکٹر اسحاق کو بھی موقع ملے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکر یہ آپکی فراخ دلی کا۔ پہلے تو میں آپکو مبارکباد پیش کرتی ہوں، اسپیکر بننے کیلئے اور ڈپٹی اسپیکر بننے کیلئے عبدالقدوس بزنجو صاحب کو۔ اور یہ امید رکھوں گی کہ آپ بہت اچھے طریقے سے اس House کو چلائیں گے۔ اور ہم سب کو سنیں گے۔ اور آپ بھی ہمیں برداشت کریں گے۔ اور ڈاکٹر عبدالملک صاحب کیلئے ایک شعر ہے کہ:-

نہیں تیرا نشین قصر سلطانی کے گنبد پر

تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اسکے بعد سر! جس طرح محمود خان صاحب، نواز شریف صاحب اور سردار ثناء اللہ زہری صاحب نے جس طرح فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی بات ہے کہ آج ہم جس نچ پر ہیں، بلوچستان جس نچ پر ہے، بلوچستان لہو لہو ہے، بلوچستان خون میں نہایا ہوا ہے۔ جہاں پاؤں رکھتے ہیں، وہ خون سے بھر جاتے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں جو ہم نے کھویا ہے شاید پھر ہم کبھی اسکو پا نہیں سکیں گے۔ ہر طرف لاشیں اٹھا اٹھا کر ہاتھ تھک گئے ہیں۔ انکو لحد میں اتارتے اتارتے کندھے ہمارے تھک گئے ہیں۔ لیکن لاشیں ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ بلوچستان کی صورتحال اتنی گمبیر ہے کہ مسخ شدہ لاشیں، اغوا برائے تاوان، سیاسی جو قیدی ہیں انکی رہائی، عورتوں پر تیزاب پھینکنا، ایک گمبیر مسئلہ ہے۔ باقی بنیادی مسائل تو اپنی جگہ۔ یہاں ہمارے مولانا صاحب نے جس طرح کہاں۔ ابھی وہ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے کہاں کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ مسخ شدہ لاشیں اور اغوا برائے تاوان۔ باقی باتیں، تو سر! اس time ہمیں سب سے زیادہ جو مسئلہ درپیش ہے وہ لاء اینڈ آرڈر ہے۔ کوئی اپنے گھر سے نکل نہیں سکتا ہے۔ کوئی عورت اپنی نوکری پر جان نہیں سکتی ہے۔ صبح جب ایک آدمی گھر سے نکلتا ہے تو اسکے پیچھے اُنکے گھر والے دعائیں کرتے ہیں کہ وہ خیریت سے واپس آجائے۔ آج حالات اتنی گمبیر ہیں کہ عورتوں پر تیزاب پھینکا جا رہا ہے۔ مائیں رور رہی ہیں اپنی بچوں کیلئے۔ جب رات کو وہ سوتی ہیں تو اپنے بچوں کو ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھتی ہیں کہ کیا ہمارا بچہ ہمارے پاس سویا ہوا ہے۔ باپ مر گئے ہیں ان گھروں کی حالت کیا ہوگی، جن کے گھروں میں بیوہ عورتیں ہیں۔ گھر کیسے چل رہے ہیں۔ لاشیں گر رہی ہیں۔ حالات اتنے خراب ہیں۔ تو سب سے پہلے ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہم

نے لاء اینڈ آرڈر کو کیسے control کرنا ہے؟ بلوچستان کی صورتحال کو ہم نے کس طرح ایک ساتھ ملا کر لانا ہے۔ بنیادی مسائل تو بہت ہیں۔ بیروزگاری ہے، غربت ہے پانی کا مسئلہ، بجلی کا مسئلہ، زراعت ہے۔ تو سب کچھ تباہ ہو چکا ہے ان پانچ سالوں میں۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے مولانا حضرات 70ء کی دہائیوں سے اقتدار میں ہیں۔ لیکن بلوچستان کو کیا دیا ہے؟ ہر وزیر اپنے ہی علاقے کا وزیر بن کر رہ گیا ہے۔ بلوچستان میں روڈز ہیں نہ بجلی ہے نہ پانی۔ ایک مولانا اگر مسلم باغ کا ہے تو صرف وہیں کی روڈز بن رہی ہیں۔ بلوچستان کہاں جا رہا ہے۔ آپ بلوچستان کے وزراء ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھمیران: جناب اسپیکر صاحب! یہ ذاتی، آپ ڈاکٹر صاحبہ کو پابند کریں کہ وہ بلوچستان کے حوالے سے بات کریں جی۔

جناب اسپیکر: آج ایسا دن ہے کہ یہ موقع آچکے بہت ملیں گے انشاء اللہ۔ میرے ہوتے ہوئے اتنا موقع ملے گا۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر! میری بات پوری نہیں ہوئی، آپ نے جس طرح کہا ہے کہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تو ہمیں بھی فراخ دلی سے ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہیے۔ جناب اسپیکر: جی، جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جب مولانا صاحب نے کہا تھا آپ نے interrupt نہیں کیا تھا۔ جناب اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: انہوں نے یہ بھی کہا تھا ’کہ ہمیں یہاں وہاں نہیں دیکھنا چاہیے۔ جرگے میں جو بیٹھے ہوتے ہیں، جو نواب ہیں، قبائلی طریقے سے جو فیصلے کرتے ہیں انکو یہاں وہاں نہیں دیکھنا چاہیے اور فیصلہ کرنا چاہیے، سر! کیوں یہاں وہاں نہیں دیکھنا چاہیے؟ یہاں وہاں دیکھنا چاہیے۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مشاورت کرنی چاہیے۔ جس طرح آج ہم نے مشاورت سے ڈاکٹر صاحب کو وزیر اعلیٰ نامزد کر دیا ہے۔ اسی طرح ہمیں مشاورت کرنی چاہیے ایک دوسرے کو ساتھ لیکر چلنا چاہیے۔ اس طرح ہمارے مسائل کا حل کبھی نہیں نکلے گا۔ بلوچستان تو اس وقت، جن challenges سے ہم گزر رہے ہیں، ہمیں پتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو یا ان سب کو

مل کر اس گمبھیر صورتحال سے کس طرح نکالنا ہے۔ ہم 65 سال کی، یہ 65 سال کی سر! وہ تباہ حالی ہے، بد حالی ہے۔ دنیا global-village بن چکی ہے اکیسویں صدی ہے۔ لوگ پانی کو ترس رہے ہیں۔ بجلی کو ترس رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے علاقوں میں روڈز نہیں ہیں۔ پانی نہیں ہے۔ بچے لائین کی روشنی میں ابھی بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ گیس نہیں ہے۔ کونڈے میں لوگوں نے اسٹوپ لگا کر لکڑیاں جلانی شروع کر دی ہیں۔ اتنی گمبھیر صورتحال میں، اگر اب بھی اس پر قابو نہیں پائیں گے تو پھر کب پائیں گے؟ تو اس پر ہم سب کو مل کر ایک فیصلہ کرنا چاہیے کہ اب اس صورتحال سے ہمیں کیسے نمٹنا ہے۔ اور کیسے اس صورتحال سے نکلنا ہے۔ آخر میں میں یہ کہوں گی کہ:-

کچھ اور بڑھ گئے ہیں اندھیرے تو کیا ہوا

مایوس تو نہیں ہیں طلوعِ سحر سے ہم

مانا کہ اس زمین کو نہ گلزار کر سکے

کچھ خار کم کر گئے گزرے جدھر سے ہم

شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: thank you۔ جی سرفراز بگٹی صاحب! Please take the

floor. نصر اللہ صاحب ان کے بعد آپ تیار رہیں۔

جناب سرفراز احمد بگٹی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپکو اور ڈپٹی اسپیکر میر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو دسویں صوبائی اسمبلی کا اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جس طرح تمام دوستوں نے سانحہ زہری کا ذکر کیا اگر میں اُسکا ذکر نہ کروں تو ایک تشنگی رہ جائیگی۔ میں نواب ثناء اللہ زہری صاحب کو اس دُکھ اور غم کے عالم میں دیکھ چکا ہوں اور اُنکی جو انمردی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ بگٹی قوم کی طرف سے اُنکی تمام حمایت کا اُنکو یقین دلاتا ہوں۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے) اسکے علاوہ جناب اسپیکر! جیسے کہ پالیسی پر توبات نہیں ہو رہی تھی لیکن چند دوستوں نے کی تو میں بھی گزارشات کروں چونکہ نماز کا time بھی قریب ہے۔ جن لوگوں نے مجھے mandate دیا ہے جس deprived علاقے سے میں ہوں۔ ابھی میری بہن کہہ رہی تھی کہ کونڈے میں گیس نہیں ہے۔ میرے علاقے سے گیس نکلتی ہے

27%energy میں سوئی سے پاکستان کو دیتا ہوں۔ بد قسمتی سے میرے ضلع میں ابھی تک گیس نہیں ہے تو آپ کوئٹہ کی گیس کی بات کر رہی ہیں۔ اسکے علاوہ سوئی جیسی جگہ پر جیسے میں نے کہا کہ اس crisis کے باوجود 27%energy ہم پاکستان کو دے رہے ہیں۔ وہاں آج بھی لوگ پینے کے پانی کو ترس رہے ہیں۔ آج مجھے جامع مسجد کے امام صاحب کی call آئی۔ انہوں نے صبح کی نماز تیمم کر کے پڑھی ہے۔ وہاں پانی نہیں ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جہاں پورے بلوچستان کے مسائل ہیں میں سب سے deprived علاقے سے ہوں۔ اور میں ان لوگوں کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے اس اسمبلی میں floor of the House میں ہمیشہ سے جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے انہوں نے اپنا ایک ایک نمائندہ بھیجا ہے۔ میں انکو یہ یقین دلاتا ہوں کہ باقی نمائندوں کی طرح نہیں، میں انکے حقوق کی جنگ floor of the House اور باقی جہاں جہاں مجھے موقع ملا میں انشاء اللہ ہر platform پر اسی زور و شور کے ساتھ لڑتا رہوں گا۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you گئی صاحب۔ نصر اللہ صاحب please take the floor. سردار عبدالرحمن کھیزران next آپ کی باری ہے۔

جناب نصر اللہ زمریے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مخ کبینی خو زہ د پشستونخوا  
 ملسی عوامی پارٹی لہ خوا او دَ اَن لہ خوا قدر من اسپیکر صاحب! تاتہ  
 او قدر من ڈپٹی اسپیکر شاغلی عبدالقدوس بزنجو صاحب تہ دَ زپہ لہ کومی  
 تاسو تہ مبارکباد وائیم۔ شاغلی اسپیکر صاحب ترپولو مخ کبینی خو چی پہ  
 کسمہ کرسئی تہ نن ناستی دا هغه کرسئی دہ، دا هغه اسمبلی دہ چی ددے دہ  
 پارہ لکہ ملگری ڈاکٹر حمید خان اچکزئی پہ خپل وینا کبینی وویل۔ چی ددے  
 جمہوریت دَ پارہ، ددے ووٹ دَ راو لپو دَ پارہ خان شہید عبدالصمد خان  
 اچکزئی او دارنگہ نورو مشرانو چیرے ہلے زلے وکڑے۔ چیر جیلونہ تیر کرہ۔  
 او تاسو شہ خیر است چی خان شہید پہ خپل ژوند ۳۲ کالہ پہ جیل کبینی تیر  
 کرہ دی۔ هغه پہ دَ انسانی آزادی، دَ جمہوریت، دَ سماجی عدل و انصاف دَ  
 پارہ دا پول قید و بند تیر کرہ۔ او نن دا جمہوریت، چامو رتہ پہ پلیٹ کبینی

نہ دے را کپری۔ دا جمہوریت، دا ووٹ، دا چى نن مور پہ دے اسمبلی کبى ناست يو۔ دا د هغه شهيدانو، د اهغه ملگرو د قربانى په نتیجه کبى نن موڑ دلته ناست يو۔۔۔۔ (ڈيسك بجائے گئے) او دا د چا احسان نہ دئی۔ نن ژمو رو اولسونو په مور باور کپئی دئی۔ مور ته دا اختیار را کپری دی چى مور په خپل اولسونو، په خپل حکومتو کبى او انشاء اللہ الرحمن مور ددے، لکه سنگه چى مور په خپل election campaign کبى د خپل اولس سه وعده کپے وه، هم هغه وعده به دلته پورا کوؤ۔ دلته به د يو شه حکومت د پاره، دلته د يو شه حکمرانى د پاره، د Rule of Law د پاره به دلته مبارزه کوؤ۔ قدر من اسپیکر صاحب! په تيره حکومتو کبى لکه سنگه چى تا په خپله وئینا کبى ووئیل که دی اسمبلی ولے دا ضرورت نه کپری محسوسه چى دلته به Public Accounts Committee به ئی۔ ولى دا ضرورت محسوسه نه سو چى دلته به بجهت د فنانس کمیٹی په ذریعه به پاسیری۔ دلته ولے دا ضرورت محسوسه نه سو چى دلته به قائمه کمیٹی، اسپینانگ کمیٹیان به جوړیری۔ هغه هیخ نه او سو۔ لیکن دا حکومت، دا پارټیان چى نن راغله دی۔ دا واقعاً د اولسونو صحیح نمائندگان دی۔ قدر من صدره! لکه پرون چى د پارټی چیئرمین د پشتونخوا ملی عوامی پارټی چیئرمین محترم محمود خان اچکزئی په خپله لمرئی وئینا کبى قومی اسمبلی کبى دا ووئیل چى باقاعدہ ټول ممبران، ټولی پارټیان دا عهد او کی، چى هغه يو ممبر داسی نه پریردی په خپل پارټی کبى چى هغه د جمہوریت، د پارلیمنٹ د بالادستی، د آئین او د قانون د حکمرانى خلاف اقدامات او کی۔ او دا خوشنما نعره نه ده، قدر من صدره! دا نعره حقیقی نعره ده۔ دا ددے ملک د ۴۰ کروڑ انسانانو آواز دی، چى پاکستان به یو لوئے پاکستانی جوړیری۔ New Social Contract به جوړیری۔ دلته به د قومونو ترم منز نوے آئین به جوړیری۔ او د تاسو ولیدل، چى دا ضرورت

محسوسہ سو چي (۱۸) اتہ لسم ترميم اوسو۔ ممبرانو (۱۸) اتہ لسم ترميم وہ کئی۔ دا ضرورت اؤ۔ او بيا به نور داسی کارونه دی چي تر اوسه له قومونه ته هغه واك و اختيار نه دی وركول سوی۔ مور د اولس نمائندگان یو۔ مور د اولس دپاره به هغه ټول حق چي كم حق زمور بنیادی انسانی حق دی۔ دا زمور ضرورت دی۔ دا به دا صوبائی اسمبلی ترميم کئی۔ دا قانون ساز اداره ده۔ دا قومی اسمبلی به نوئے ترميم کئی۔ قومونه ته به مزید اختیارات وركول کیری۔ دا اختیارات ناکافی دی۔ قدرمن صدره! دلته قومونه اوسی۔ دا قومونه په زرا و کالو په دی خاوره پراته دی۔ ددی قومونه خپله ژبی دی۔ دا ژبی، دا قومی ژبی دی۔ دا علاقائی ژبی نه دی۔ دا ددے قوم، د کروړو انسانانو ژبی دی۔ قدرمن صدره! دلته د امن و امان خبره اوسو۔ زه د کوټه سه منتخب سوه یمه، دلته راغله یمه۔ کوټه شار د لکھونه انسانانو شار دی۔ آیا نن دا شار په کنډوالونو نه دی بدل؟ نن ته راوشمی د شار کم روډ صحیح دی؟ تاسو راوشمی است نن د کوټه شار اکثریت آبادی د چشلو په او بو باندي پريشانه ده؟ یوه یوه ټینکټی په (۱۸۰۰) اتہ سو روپئی آخلی۔ دا خلق به څنگه کئی؟ آیا دا د حکومت فرض نه وؤ چي دلته داسی بندوبست کړی وؤ د او بو سر چینه جوړا کړی وائی۔ ډیمونه جوړ ئی کړی وؤ۔ water-level پورته کړی وؤ۔ دا نه اوسو۔ په اربونو روپے د خاورے څه خاورے سوئے۔ نن په کوټه شار کینی، قدرمن اسپیکر صاحب! نن په کوټه شار کینی کار راروان دی۔ شپه و ورز کار لگیا دی، په اربونه روپئی یو وار بیا د corruption شکار کیری۔ دلته په دے ایوان کینی۔ په گیلری کینی Chief Secretary صاحب ناست دئی۔ هغه په کار دی چي ددے جواب طلبی اوکی۔ چي دا د کوټه شار روډونه دا په اربونو روپئی دا ضائع کیری دا پیسے۔ اول به ته د drainage بندوبست کئے۔ د او بو د ایستو بندوبست به کئی۔ بیا به ته روډ جوړئی۔ دا کیدئے سی چي اول به سرئی مونز اوکی بیا به اودس کئی؟

اول بہ اودس کئی بیسا بہ مونس کئی۔ تہ بہ دا شار۔ دا شار بہ ددئی د کوپہ نمائندگان دئی۔ ددی پہ صلاح و مشورہ پہ دا کار کیری۔ قدرمن اسپیکر صاحب! دا ہیخ نہ سی کیدلئے تاسو ولیدل چی د کوپہ شار امن و امانکم زئی تہ ورسیدئی۔ پہ زراو زراو خلگ قتل سو۔ د وری پہ سلاؤ خلگ مہ کیدل۔ اغوا برائے تاوانو کیدل۔ شار، پولی لوئے لار د غلو تہ حوالہ سوئی دی۔ او انشاء اللہ الرحمن قدرمن اسپیکر صاحب! ستا پہ مزستہ۔ تہ د ایوان Custodian ئی۔ تہ د ایوان، دا House بہ تہ چلئے۔ نو مور تاسہ دا امید ساتو چی تہ بہ د یو غیر جانبدار، تہ بہ دا اسمبلی چی کم Rules قوانین دئی دہ ہغہ مطابق بہ تہ چلئے۔ قدرمن اسپیکر صاحب! پشتونخوا ملی عوامی پارٹی یقیناً ہغہ پارٹی دہ چی دانن نہ دی جوپسوی۔ دا (۸۰) اتیا کالہ زپہ پارٹی دہ۔ دا دہ انگریز خلاف جوپسوی پارٹی دہ۔ ددے پارٹی مشرانو قربانی کپی دئی۔ شہیدانو ورکپی دئی۔ دہ خہ دہ پارہ؟ صرف ددے اولس د پارہ۔ ددے وطن د آبادئی د پارہ۔ ددے وطن د خوشحالی د پارہ۔ زہ پہ آخر کینی یقیناً چی ہغہ تورہ تیارہ چی پہ دئی اولسونو باندی وؤ۔ یو داسی روشندان خلاسہ وی دی اوس، چی ہغہ شاعر وائی:

ف چی شپہ تہریدونکی کینی د صباراخیبری

گوری ملگرو د تیارو سرہ پہ خلاصی نہ سئی

او ستا پہ حوالہ بہ دا وہ وایم قدرمن اسپیکرہ! چی ہغہ شاعر وائی:

ف چی دستار تہری ہزار دئی

خو د دستار سہری پہ شمار دئی

جودستار پہنتے ہیں وہ تو ہزاروں لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن اُسکی لاج رکھنے والے وہ چند ہی لوگ ہوتے

ہیں۔ Thank you very much. ڈیر مننہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ سردار کھیزان صاحب! آپ floor لیں۔ پھر ڈر صاحب!

اسکے بعد آپ تیار ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! نماز کا وقفہ دے رہے ہیں کیا؟

جناب اسپیکر: میرا خیال ہے کہ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھ کر آ جائیگا جماعت تو ہوگئی ہے ویسے نماز کے لئے time تو بہت ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اپنی طرف سے، اپنے حلقے کے عوام کی طرف سے اور اپنی پارٹی جمعیت العلماء اسلام فضل الرحمن گروپ کی طرف سے آپکو بلا مقابلہ اسپیکر اور قدوس بزنجو کو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم آپکے ساتھ رہے ہیں یہاں جب آپ قائد ایوان تھے۔ اور پھر ہم آپکو سینٹ میں بھی دیکھتے رہے۔ شاید آج آپ نئی نویلی ذہن کی طرح وہ طنز و مزاح نہیں کر رہے اس ایوان کا ماحول بالکل عجیب لگ رہا ہے۔ تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج پہلا دن ہے اُس وجہ سے یا آپ تبدیل ہو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: تھوڑا بلوچستان کی روایت کو سامنے رکھ کر پھر اُسی طرح کام کرتے ہیں۔

اسلام آباد کی روایتیں اور ہیں اور بلوچستان کی روایتیں اور ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں یہاں جب آپ قائد ایوان تھے تب بھی آپکی وہ طنز و مزاح اور وہ حس جو تھی ناں وہ جاگ رہی ہوتی تھی۔

جناب اسپیکر: میرا خیال ہے بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جناب اسپیکر صاحب! دوستوں نے یہاں بلوچستان کے حوالے سے بہت ساری باتیں کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ والد صاحب نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ میرا خیال ہے کہ یہاں کوئی بھی ایسا سردار نواب نہیں ہے جس نے یہ عذاب نہیں جھیلا ہو۔

وہاں آپ بیٹھے تھے ہم آپکے ساتھی تھے۔ 1999ء کا قصہ ہے۔ شب خون مارا گیا Dictator آ گیا۔ آپ خوش قسمت تھے کہ آپ دہی نکل گئے اپنی عزت بچا کر۔ ہم چھاؤنی میں 90 دن تک قید تھائی میں اُسکے بعد 313 دن پینتیس کمرے نیچے تھے وہ صعوبتیں۔ پھر ہم ہڈہ جیل پہنچے، پھر اُدھر سے ترقی کرتے ہوئے چھ جیل پہنچ گئے۔ کن گناہوں کی سزا ہمیں دی گئی؟ وہ آپ اور ہم بہتر جانتے ہیں۔ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ نے کرم کیا، ہم بے گناہ لوگ تھے واپس اپنے عوام میں آ گئے۔

جیسا کہ نواز شریف نے فرمایا کہ 14 سال کے بعد وہ ایوان میں آئے۔ تو مجھے بھی یہ شرف حاصل ہے کہ میں 14 سال کے بعد اس معزز ایوان میں آج کھڑا ہوں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اس سرزمین پر جو ہوتا رہا۔ وہ کونسے ہاتھ ہیں۔ نواب زہری صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جگر گوشوں کو لحد میں اتارا۔ اسی طریقے سے ہم بھی اپنے پیارے بھائیوں کی لاشیں قبروں میں اتارے ہیں۔ اسی طریقے سے جو پچھلا Dictator تھا جس کے بارے میں تو کہا جاتا تھا، اُس وقت ہم (ق) لیگ میں تھے، ’اُسی کی پیداوار ہے‘ ڈوکی خاندان کا ایک سانحہ ہوا تھا جناب اسپیکر صاحب! شاید آپکو یاد ہوگا۔ اُسکا تھوڑا سا پس منظر میں آپکو سنا نا چاہتا ہوں۔ گاڑی آتی ہے بختیار خان کی اہلیہ کچھلی سیٹ پر بیٹھی ہے نوکرانی اُسکے ساتھ ہے ڈرائیور آگے گاڑی چلا رہا ہے اُسکی بارہ سال کی بچی بھی اِس سیٹ پر بیٹھی ہے۔ اُس گاڑی کو روکا جاتا ہے ڈرائیور پر فائر کیا جاتا ہے۔ وہ فائر ڈرائیور کو لگتے ہوئے بچی کے ہاتھ میں لگ جاتا ہے اور بچی رونا شروع کر دیتی ہے کہ ’امی! میرا ہاتھ جل رہا ہے‘ اُسکے بعد وہ قاتل واپس آکر اُس بچی اور اُسکی ماں کو اتارتا ہے۔ وہ اپنی زیورات دیتی ہے کہ ’’تم کو زیور چاہیے، پرس چاہیے، موبائل چاہیے کیا چاہیے؟‘‘ اُس بچی کے سامنے اُس عورت کو شہید کیا جاتا ہے۔ پھر اُسکے بعد اُس بچی کو بھی شہید کیا جاتا ہے۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے؟ کونسا معاشرہ، کونسا اسلام، کونسا مذہب اِس چیز کی اجازت دیتا ہے؟ یہ ظلم کن کن گھرانوں کے ساتھ نہیں ہوا ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے تمام اقوام کو نمائندگی دیتے ہوئے، مختلف نواب، سردار، لیڈرز اِس ایوان میں ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہاں ہم قومیتوں کی بات نہیں کریں۔ میں کھیتراں کی بات نہیں کرونگا۔ کوئی پٹھان کی بات نہ کرے۔ کوئی بلوچ کی، کوئی بروہی کی، کوئی سندھی کی، کوئی پنجابی کی۔ یہ بلوچستان ہے یہ اقوام کا گلدستہ ہے۔ ہم اِس بلوچستان کی بات کریں کہ اس کو ہم کیسے ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ آج ہم رونا روتے ہیں کی جی ہمارے بچے اغوا ہو رہے ہیں target-killings ہیں، مسخ شدہ لاشیں ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ پرسوں رات سے ایک لاکھ 56 ہزار کھیتراں کو بلو، پورا ضلع کے لوگ اندھیرے میں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ کھبے کس نے اُڑائے؟ ہم مختلف ایجنسیوں کو دوسروں کو الزامات دیتے ہیں۔ آج وہاں پوزیشن یہ ہے کہ پینے کے لئے ایک گھونٹ تک پانی نہیں ہے۔ وضو کیلئے پانی نہیں ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے کیلئے ایک بلب نہیں ہے۔ کس نے کھبے

اُڑائے؟ گیس پائپ لائنیں کون اُڑا رہا ہے؟ مین ٹرانسمیشن لائن آتی ہے کون اُڑا رہا ہے؟ ہماری یونیورسٹی کے اُردو کے پروفیسر اُسکو کس نے مارا؟ ایک خاتون پروفیسر کو رکشہ سے اُتار کر کس نے مارا؟ اس سوال پر ہمیں سر جوڑ کر بیٹھنا ہے کہ یہ کون کر رہا ہے؟ ہر جانے والے کو بُرا کہا جاتا ہے اور ہر آئیو والا اچھا ہوتا ہے۔ جب وہ اپنا وقت گزار کر چلا جاتا ہے نیا آتا ہے، پھر وہ بُرا ہو جاتا ہے نیا اچھا ہو جاتا ہے۔ ہمیں اچھے اور بُرے کے اس چکر سے نکلنا ہے۔ آئیے! مل بیٹھ کر اس بلوچستان کیلئے کام کریں۔ اتنا تو سب کو یقین ہے۔ ہر قوم، ہر قبیلہ جانتا ہے کہ یہ بلوچستان جتنا میرا ہے اتنا اسکا ہے، اتنا اُسکا ہے۔ کوئی اتنا طاقتور نہیں ہے کہ کسی قبیلے یا کسی قوم کو اُٹھا کر اس بلوچستان سے باہر پھینک دے۔ تو جب کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے تو کیوں ہم ایک دوسرے کو قبول نہ کریں۔ ہم کیوں مل بیٹھ کر اس صوبے کی اس ملک کی، پہلا یہ ملک ہے تو ہم ہیں۔ یہ پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ پاکستان ہماری پہچان ہے۔ اُسکے بعد صوبہ پھر اپنا ضلع پھر اپنا گھر۔ تو مل بیٹھ کر ہم اس صوبے کی فلاح و بہبود اور امن کیلئے سر جوڑ کر بیٹھیں۔ ہم سب بھائی ہیں چاہے وہ پنجابی ہے۔ چاہے وہ سندھی ہے، سرائیکی ہے، ہزارہ ہے، لہڑی ہے، بنگلوزئی ہے۔ کوئی بھی ہے۔ کھیتراں ہے مری ہے گٹی ہے، ہم سب بھائی ہیں۔ ہم son of soil ہیں۔ ہم سب مل بیٹھ کر اس صوبے کیلئے کام کریں۔ نہ کہ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچیں کہ جی فلاناں فلانی پارٹی سے ہے فلاناں فلانی پارٹی سے ہے۔ ہر ایک کسی نہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نے دل بڑا کرنا ہے۔ جب ہم سب کا یہ ارادہ ہے، خواہش ہے کہ یہ صوبہ ترقی کرے۔ تو کیوں ناں ہم مل بیٹھ کر پیارا اور محبت سے اس صوبے کیلئے سوچیں۔ جناب اسپیکر! ایک گزارش کرونگا۔ with due apologies میں، ہمارے ex-Prime Minister ان کا نام لونگا میر ظفر اللہ جمالی صاحب کا۔ ایک دن وہ ایک ٹی وی چینل پر آئے کہ جی! پچھلے دور میں ممبروں کو ڈیڑھ، ڈیڑھ ارب روپے ملے وہ کھا گئے، پی گئے۔ یہ بڑا غلط perception ہے۔ میں بارکھان کی نمائندگی کرتا ہوں۔ اسلام آباد کراچی سے آیا ہوا بیورو کریٹ یا کونٹہ میں بیٹھا ہوا بیورو کریٹ یہ میرے علاقے کے مسائل نہیں سمجھ سکتا جتنا کہ میں سمجھ سکتا ہوں۔ مجھے اُن لوگوں نے منتخب کیا ہے۔ کہاں روڈ کی ضرورت ہے کہاں واٹر سپلائی کی ضرورت ہے کہاں اسکول کی ضرورت ہے میں نشاندہی کر سکتا ہوں وہ بیورو کریٹ نہیں کر سکتا۔ تو اگر پچھلے ادوار میں، آپ کے دور

میں، جام صاحب کے دور میں، نواب ریسانی کے دور میں۔ اُس وقت کے کافی ہمارے ساتھی ادھر موجود ہیں۔ ہاں! ہم ضرور نشاندہی کرتے رہے۔ ہم نہیں تھے ہماری خواتین تھیں، ہمارے بچے تھے، مختلف صورتوں میں۔ جن جن کی نمائندگی آرہی ہے۔ وہ نشاندہی کرتے ہیں۔ باضابطہ اُسکی منظوری اسمبلی دیتی ہے۔ PSDP بھی بنتا ہے۔ اور جو ادارہ ہوتا ہے وہ اُس پر کام کرتا ہے۔ تو تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ جی! ادھر کوئی تجوری کھلی ہوئی تھی۔ تو اُس سے ممبران نے ڈیڑھ، ڈیڑھ ارب روپے اٹھا کر پانچ سال میں جیب میں ڈالے اور روانہ ہو گئے۔ یہ چیز غلط concept ہے۔ جو اب یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ میں گزارش کرونگا کہ یہی طریقہ ہوگا۔ جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ اُسکا چیک اینڈ بیلنس یہ ہے کہ پی اے سی ہو، فنانس کمیٹی ہو، پھر ادارے ہیں گورنر انسپکشن ٹیم بیٹھی ہوئی ہے۔ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم بیٹھی ہوئی ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اداروں کے سربراہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ چیک اینڈ بیلنس ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جانے والے کو بُر امت کہیں۔ آنے والا اچھا، پھر وہ بُرا یہ تاثر ختم ہونا چاہیے۔ آخر میں میں ایک دفعہ پھر پکودل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: بہت مہربانی سردار کھیتراں صاحب! دُمڑ صاحب! floor آپکے حوالے ہے۔ سردار مصطفیٰ خان! آپ تیار رہیں۔

حاجی گل محمد دُمڑ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپکو یعنی جان جمالی صاحب کو اور ڈپٹی اسپیکر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو اپنی طرف سے اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ہمارے جمعیت علماء اسلام کے جو پارلیمانی لیڈر تھے اُس نے تفصیل سے بات کی۔ نماز کا وقت ہے میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ میں نواب ثناء اللہ زہری صاحب، جو اُنکے اور اُنکے گھرانے کے ساتھ جو سانحہ ہوا ہے ہم اُنکے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔ اور یہ بھی میں بتاتا چلوں کہ آپ وزیر اعلیٰ بلوچستان بھی رہے ہیں اور ڈپٹی چیئر مین سینیٹ بھی رہے ہیں۔ اور آپ نے ایمانداری سے وہاں اپنی duty سرانجام دی ہے۔ اور جو آئیو الے ہمارے نامزد وزیر اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب دُوراندیش سیاستدان اور اچھے کردار کے مالک ہیں۔ اور میری اُن سے یہ گزارش ہوگی کہ سب سے پہلے بلوچستان میں امن لائیں۔ امن کے سلسلے میں انشاء اللہ جمعیت علماء اسلام آپکے شانہ بشانہ کھڑی

ہوگی۔ اور اگر امن نہیں آئے گا تو یہاں کاروبار ہوگا اور نہ یہاں لوگ زندگی بسر کر سکیں گے۔ لوگ گھریچ کر جا رہے ہیں باہر جا رہے ہیں ملائیشیا جا رہے ہیں۔ پنجاب جا رہے ہیں۔ پیٹیاں بند کر رہے ہیں۔ میری نامزد وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ ایک تو ابھی سے، میں نے دیکھے ہیں، کچھ دفاتروں میں، میں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ کچھ دفاتروں میں ابھی سے جا رہے ہیں، آپ کے اتحادی۔ اور افسران صاحبان پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ”کہ بھئی! ہم ابھی منسٹر بننے والے ہیں۔ آپ اگر ہمارے یہ کام نہیں کریں گے، آپ یہ ملازمت نہیں دینگے، ہمارا یہ کام نہیں کریں گے تو ہم آپ کے ساتھ ٹھیں گے، تو میں یہ آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ اگر آپ صحیح کام کریں گے تو ہم انشاء اللہ پارٹی سے بالاتر ہو کر آپ کے ساتھ تعاون کریں گے۔ اور آپ کے ساتھ انشاء اللہ ہونگے۔ وَآخِرُالدَعْوَانَا عِنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ جی سردار مصطفیٰ صاحب!

سردار مصطفیٰ خان ترین: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! زہ و تاتہ او ڈپٹی اسپیکر بزنجو صاحب تہ مبارکی و ایم۔ اسپیکر صاحب! ذلتہ ہر سپری خپیل مجلس و کئی۔ او ہر چسا دا خبر کشی شولہ چپی پہ دے صوبہ کبھی امن و امان خراب دہ۔ یقیناً دا ورنک دا پارہ خو ہر سپری وائی۔ لیکن پر دے بانندی عمل کوننگ ضروری دی۔ یقیناً (5) پننمچہ کالہ بہ زہ پہ دئی و کنائیرم چپی پننمچہ کالہ دلته گورنمنٹ او سو۔ او حقیقت ہم دا دئی۔ زہ نن دا پول جرگے تہ دا خبر ایردم، مور ددی دہشتگرد او ددی ظالمانو خلاف مور خپلہ یو جرگہ جو رہہ کپل۔ او ددے خلاف مور جلد و جھد و کئی۔ اسپیکر صاحب! نم ئے ناں آخلم۔ یقیناً مور چپی بہ ہر ئحائے block او۔ چپی بھئی! دا دہشتگرد دئی۔ دا غلہ دئی۔ دا پا کوکمان دئی۔ دا خلگ ئی وری دئی۔ اغوا برائے تاون کپئی دئی۔ دا خلگ ئی وری دئی۔ یقین و کہ۔ قسم نہ آخلم۔ دہغہ خواہ نہ آخلم۔ چپی مور بہ چالہ و رلو۔ ہغہ دا خبرہ راتہ کولہ چپی پہ دی کبھی مور مجبور یو۔ بھئی! ولے مجبور ئی؟ وویل ددی سر بانندی وزیر صاحب ولاپ دئی۔ او وزیر صاحب دا وائی ”چپی دا غل بہ ایلہ

کئے او دا دہشتگرد بہ ایلسہ کوی، یعنی کہ داسی حکومت پہ ہغہ کہ بہ امن و امان خواہمخوہ خرا پیبری۔ پہ ہغہ کی ڈاکے خواہمخوہ زیا تیبری، پہ ہغہ کینی **corruption** خواہمخوہ کیبری۔ یقیناً دا داسی خبرہ نہ دہ دا وہ پولو صوبے تہ معلوم دہ۔ **sir** دا پولو صوبے تہ معلومہ دہ او دا زہ پہ یقین درتہ وایم اسپیکر صاحب! نن دا پولو صوبہ لبر پہ اطمینان کینی دہ۔ او دَ نوی حکومت راتگ خُخہ امیدونہ لری۔ یعنی چی ہغہ **time** پردی پُخہ کالہ دہ تہ کم ظلم و جبر و سو، کم ظلم و سو، کم ناانصافیان و سوی۔ اغوا برائے تاوان و سو۔ قتلونہ و سو۔ لُوت مار و سو۔ لیکن دا حکومت او دا اسمبلی چُپ نانا سوا یوہرز ہم دا بحث نہ و سو ”چی دَ راسہ دا اغوا برائے تاوان ولے کیبری؟“۔ یو وخت دَ **Chief Secretary** خُخہ دَدے مطالبہ نہ و سوہ۔ یو ورز دَ **I.G** خُخہ دا خبرہ نہ و سوہ۔ پہ اسمبلی کینی دا سوال جواب نہ ورکول سو۔ یو وخت **I.G** تہ د اسمبلی، د وزیر اعلیٰ، د غہ سزانه کہہ و رچی پہ دی کوپہ کینی او پہ دی شاوخوا علاقہ کینی دا امن ولے خراب دئی۔“۔ چونکہ چی ددی۔ یو چا رخ نہ کوی۔ چونکہ چی دوی دَدے سرپرستی کولہ۔ نن بہ، اسپیکر صاحب! راستی چی وعدہ وؤ کو، قول وؤ کو، مور یو نوی حلف واخو، چی مور بہ دَ ظالم سر نہ تشتہ کوؤ او دَ ظالم خلاف بہ درپر و۔۔۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) راستی کہ واقعی تا سو ایماننداری کوی، دا **House** او دا جرگہ ایماننداری کوی، راسی چی پہ خدائی پہ قرآن بانندی حلف واخلو، چی دَ ظالم و مخ تہ بہ مور سر نہ تشتہ کوؤ۔ کہ نئی دا خبری چی کئی دَا گرده خلگ کئی۔ دویمہ خبرہ دادہ چہ راخی چی پر قرآن بادنی حلف واخلو چی مور بہ پہ دی صوبہ کینی **corruption** نہ کوؤ، غلا بہ نہ کوؤ، ڈاکے بہ نہ و وھو، دَ اولس امانت بہ مور اولس تہ ور کوؤ۔۔۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) جناب اسپیکر! دَ ہر سرئی تللی دی خپلی حلقے لہ، دَ **election** پہ دوران کینی او دَ اولس چی کسمہ بدحالی دہ، تاسی تصور نہ سی کولئی،

یقیناً لکھ زيارتوال چى وويل، زه دى خبرى تائيد كوم۔ بائد چى داسى اسكىمونه جو ر سى، پروخت باندى اسمبلى ده، انشاء الله ما آو تا به پنخه كاله به سره يو آو دا بحث و مباحثه به كبرى۔ دا اسمبلى به مور د عوام اسمبلى جوړه و۔ دا به ده يو فرد اسمبلى نه وي، ده يو شخصى سري اسمبلى به نه وي۔ دلته به د عوام د تحفظ خبره كبرى، د عوام د حق خبره به كبرى۔ آو د عوام مشكلات به حل كبرى۔ بيا به د اسمبلى مور بالكل چى ځنگه و اياست هغه تره در سره چله وؤ، آو كه په دي كبنى ده عوام ده تحفظ خبره نه وه۔ دلته ده دهشتگردو خلاف خبره نه وه۔ دلته ده ظالمانو خلاف خبره نه وي۔ آؤ دلته corruption وي، بيا دا اسمبلى، مور دا اعتراض نه چله وؤ، لكه تورا اسمبلى چى خلكو چلوله۔ داسى بيا پشتونخوا ملي عوامى پارټى داسى اسمبلى نه چلوى۔ دلته به عدل وى، انصاف به وى۔ كه عدل و انصاف نه وى، دلته ده اولس نمائندگى نه وى۔ د اولس د حق تحفظ نه وى، آؤ د اولس د سراو د مال تحفظ نه وى۔ جناب اسپيكر! زه يوه بله آخرى خبره كوم، يقيناً په دي صوبه كبنى چير بد حالات دى، دلته هره خواته دهشتگردى ده، دلته درپدرى ده، دلته لوډشپنگ دى، زما او ستا د وطن ده ټول پښتانه او د بلوڅ وطن۔ دا بربادى ته ولاړى، معاشى قتل روان دى، او د معاشى قتل به ختم كبرى۔ زما او ستا د ټولې صوبې ته، د پښتانه او د بلوڅ، دلته يو شى نه، سوائې به د هغه زميندارى۔ ما او تا دلته څش لرو۔ يو شى نه سوائې زميندارى، آؤ د دي معاشى قتل كبرى، لهذا دغه اسمبلى كه واكي د اولس نمائندگى كوي، د معاشى قتل به ختم كوي۔ دويمه جناب اسپيكر! يوه خبره بله ده۔ مور له او بلوڅ لرا۔ مور ته د كراچى چير لاشونه راروان دي، زمور د وطن ځى، هلته مزدورى كوي، ريژى چلاوي، هلته باهروالې كوي۔ هوټل كوي او د هغه ځايى لاشونه راروان دي۔ يو ظالم تنظيم M.Q.M. چى هغه هميشه د پښتانه قتل كړئ دى۔ لهذا دا صوبه كه واقعى د عوام نمائندگى

کوي۔ بلوچ او پشتون، پڪار دا دئ چى مور د سنندھ حڪومت ته دا خبره كينهنڙدو، چى آئنده كيلئ بلوچ يا پشتون ته كه دلته چا نقصان ور ساوئ د دي زمه وارى به صوبائى حڪومت سنندھ وي، مور ترآبدھ دا لاشونه نه سو برداشته والئى، اسپيڪر صاحب! ته يقين وكه په دي لبر عرصه وخت كينى خالى پشين ضلع له تر (۱۰۰) سل زياتے جنازے راغلي دي، په قتل و غارت روان دئ۔ ولي روان دئ؟، دا تيره اسمبلى يوه وردا جرأت نه واكئى، چى د صوبه سنندھ حڪومت خعه دا مطالبه كړي واي په چشمنى دا لاشونه راروان دى۔ نو جناب اسپيڪر! آخرى يو ټوله حقيقت هم دا دئ چى مور خو دلته دا خبرى كوؤ، چى دهشتگردى ده، امن و امان نسته، راسئى چى يوه ورز مور خالى وديے ته وركوچى دا اسمبلى چى مور د پشتنود بلوچ د صوبے حالات خنگه سمه وؤ۔ پر دئى باندى وگائپرو۔ پر دئى باندى درسته ورز وركوؤ۔ هفته وركوؤ۔ دوى هفته وركوؤ۔ چى مور پر دے باندى اسمبلى كينى په صحيح معنى يو دستى لار و باسو چى په دئى صوبه كينى امن راسئى۔ او د خلكو د سر او د مال تحفظ و سىي۔ او د دئى ذمه وارى د نښا د ټول اولس، د پشتنو او د بلوچ اولس و دى اسمبلى ته په ډير قدر گورى۔ او دغه أميد دئى چى دغه اسمبلى به انشاء الله او تعالى مور د دئى بربادى ته سوب و باسى او آبادى ته به راولى۔ د پشتونخوا ملي عوامى پارټى په دئى كينى د گردود مخ مور هر قدم ته تيار يو چى په دى صوبه كينى امن و امان راسئى۔ او دا هغه صوبه يو خوشحاله صوبه جو ره سئى۔ او دلته هر سرئى ددى وام او وځى لكه دلته زمور و رورنه چى ووئيل ”چى ما خپل اليكشن نه سو كوئى“۔ دغه سى ځنى ددى كوته حالات داسى دى چى سرئى مازيگرتائيم بيا به زه كورته ولاړسم۔ يقيناً داسى حالات په هر ځاى، وونو يقيناً ددى صوبے، مور به دغه خالى په اسپيڪر باندى نه واچوؤ۔ چى اسپيڪر صاحب اوسى به ته سنبهال كئى۔ يا به په وزيراعلى صاحب واچوؤ چى اوس بس ستا

ڪار ڏئي نا، ڪار ڏي ٿو ٿو اسيمبلي ڏئي۔ دلته به اتفاق وي۔ دلته پر دا خبره ئي چي مور به دلته دهشتگردي، ظالم، جابر به باسو۔ دا آخري خبره بيا دوهراوڙ چي دا اسمبلي و دئي ته تياره ده زه بيا يو وار دا ڪوئم چي راسي مور به نوي حلف واخلو۔ چي و ظالم ته سر نه ڪشنه ڪوؤ او په دئي صوبه ڪيني به ڪرپشن نه ڪوؤ۔ نو انشاء الله و تعاليٰ زما او استا ٿو ٿو مسائل حل ڪيري۔ او ڪه دغه سي نه وؤ چي مور په زره ڪيني غلہ وؤ نو انشاء الله بيا نه زه دا نه سي و وئيلي بيا به گلہ ڏ چا ڪجهه نه ڪوؤ۔ بيا دغه ممبران چي و ددي ڪجائين ته ڪان نه تيارئي بيا نو په دي خپل په زره ڪيني ڏا سوچ وي چي دئي ولي دي خبري ته ڪان نه تياروي۔ ڏيره شڪريه۔

جناب اسپيڪر: شڪريه سردار مصطفيٰ صاحب! ماجد اڙو صاحب Please  
-take the floor.

مير عبدالماجد اڙو: محترم جناب اسپيڪر مير جان محمد جمالي صاحب ۽ ڊپٽي اسپيڪر مير محمد قدوس بزنجو صاحب ڪي مبارڪباد پيش ڪيان ٿو جو انهن هتي Unopposed ٿيا آهن جو هي هڪڙي سني روايت ها جو تمام House پنهنجي اسپيڪر ۽ ڊپٽي اسپيڪر بنا مقابلي منتخب ڪيا آهن ان کان علاوه مان سلام پيش ڪيان ٿو سردار ثناء الله صاحب جي همت ڪي جرئت ڪي جنهن سان ايڏو وڏو سانجو ٿيو جنهن پنهنجا لختو جگر قربان ڪيا ليڪن پنهنجي موقف کان پوئتي نه هٽيا انهن پنهنجي پارٽي ڪي پنهنجي دوستن ڪي گڏ ڪئي هليا ۽ اڄ هن Floor تي هن اسيمبلي ۾ سڀ کان اڪثريتي پارٽي مسلم ليگ ن آهي ڇو جو جنهن ماڻهو ۾ همت ۽ جذبو هوندو ها ته ان جي لاءِ منزل آسان هوندي ها ۽ مان سلام پيش ڪيان ٿو ان جي جرئت ڪي جو انهن همت سان هتي پنهنجي پارٽي ڪي هيتري اڪثريت سان هتي ڪامياب بڻايو ان جي علاوه مان ڪجهه دوستن جيڪا هن Floor تي ڳالهائون ڪيون جنهن ۾ انهن پشتون ۽ بلوچ ڪي ئي هن صوبي جي ٻه قومي سمجهي ڪري هتي چيائون ليڪن مان انهن دوستن ڪي ٻڌائون چاهيان ٿو جو اسان ڄاموٽ قوم جيڪي

بلوچستان جي هتي ڪافي ضلعن تي اڪثريت ۾ رهي ٿي جيئن ته توهان اهو مان ٻڌائيندو هلان جو مان Basically ڇا موت قومي موومينٽ جي Platform تي اليڪشن وڙهي ڪري هن House ۾ آيم ليڪن سردار ثناءُ الله صاحب جي اعتماد تي ۽ ان جي شخصيت کي ڏسي ڪري اسان سردار صاحب جي پارٽي مسلم ليگ ن ۾ پنهنجي پارٽي کي ضم ڪيوسن اهو صرف ان ڪري ڪيوسين جو اسان چاهيون پيا جو اسان هڪ وفاقي پارٽي ۾ شامل هجڻون تاڪم اسان پنهنجي علائقي ۽ دوستن جي لاءِ جنهن اسان کي اميد سان هتي موڪليو ها هن اسيمبلي ۾ ووت ڏئي ڪري اسان کي پڇايو اٿائون ته اسان انهن جي توقعات تي پورا لهون ۽ مان دوستن کي اها گذارش ڪندو هلندم جو آئنده اڳراهي بلوچستان ۾ اهو چون جو اسان ٻه قومي نه بلڪه ٽي قومي هي صوبو آهي ته اسان کي ڏاڍي خوشي ٿيندي ڇو جو اسان به هتي اڪثريت آبادي ۾ شمار ٿيون ٿا اڄ جيئن دوستن هتي پنهنجي پنهنجي مادري زبان ۾ تقريرون ڪيون اسان به ان ڪري اڄ سنڌي ۾ تقرير ڪيون پيا جو اهو احساس انهن کي ڏياريون جو اسان به هتي هن صوبي جا رهواسي آهيون ۽ اسان جي وڏن جون به قربانيون آهن هن صوبي ۾ ان کي ملڻ نظر رکي ڪري اڄ سنڌي ۾ تقرير ڪيون پيا ليڪن مان اهو سمجهان ٿو ذاتي طور جو اڳ اسان سڀ اردو يا پاڪستاني جيڪي زبان ها قومي زبان ها اڳ ان ۾ اسان تقرير ڪيون ته منهنجي خيال ۾ سر سڀني کي سمجهه ۾ ايندي ۽ سڀني ان کان مطمئن به ٿيندا مان اسپيڪر صاحب توهان جو ٿورائتو آهيان جيڪو Time ڏنو ڪافي ساري دوستن ڳالهائون Time جي ڪمي به آهي مهرباني.

جناب اسپيڪر: مهرباني۔ اظہار حسین کھوسہ صاحب! - Please take the floor.

میرا ظہار حسین کھوسہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے میں سردار ثناء اللہ صاحب کے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ دکھ کی بات ہے اور آج یہ ماحول بہت اچھا ماحول بھی ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ غمزدہ ماحول بھی۔ کیونکہ اُنکے لُحْتِ جگر، اُنکے بھائی، اُنکے بھتیجے۔ ہمیں بہت افسوس ہوا اُنکا، اللہ اُنکو صبر دے۔ اور ہم، سارے بلوچستان، سارا علاقہ ہمارا اُنکے ساتھ ہیں اور اُنکی

بہادری کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ سب سے پہلے جناب اسپیکر صاحب! میں آپکو بلا مقابلہ اسپیکر اور میر عبدالقدوس بزنس صاحب کو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ سارے ایوان کو جس میں بلوچستان نیشنل پارٹی، پشتونخوا (میپ)، جمعیت العلماء اسلام، مسلم لیگ (نواز) اور independent جو بھی دوست ہیں ان سب کو میں اس ایوان میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایوان، یہ اسمبلی میرے لیے نئی ہوگی لیکن میرے بڑے میر نبی بخش خان کھوسہ اس اسمبلی میں ممبر رہے ہیں۔ اور وہ حق کی راہ پر اور حق کی بات کرتے رہے ہیں۔ اُسکے بعد میرے چاچا میر ظہور حسین خان کھوسہ وہ یہاں اسپیکر اور ممبر رہے ہیں، اُسکے بعد میرے کزن میر سلیم خان کھوسہ، انشاء اللہ تعالیٰ سب ساتھ مل کر عوام کی خدمت کریں گے۔ ہمیں ہمارے حلقے کے عوام نے منتخب کر کے بھیجا، ہماری ماؤں، بہنوں، بزرگوں اور دوستوں نے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُنکے معیار پر پورا اُترنے کی کوشش کریں گے۔ اُنکے لئے ہمیں آپ دوستوں کے سینئرز کا ساتھ چاہیے ہوگا، جو ہمارے ساتھ ہیں۔ جس طرح اسپیکر صاحب آپ ہیں، حامد خان صاحب ہیں، ہمارے سردار ثناء اللہ خان صاحب ہیں، نوابزادہ جنگیز مری صاحب ہیں، جو ہمارے سینئر دوست ہیں، سردار صالح بھوتانی صاحب ہیں، تو آپ دوستوں کا ہمیں تعاون چاہیے ہوگا ہم جو نیئرز کیلئے۔ اب میں اپنے علاقے کی بات کروں گا۔ اسپیکر صاحب! آپ تو میرے حلقے سے ہیں۔ اور ہم ایک ہی ڈسٹرکٹ سے ہیں۔ اور اس بات کی بھی مجھے خوشی ہے کہ آپ میرے ڈسٹرکٹ سے ہیں اور اسپیکر منتخب ہوئے ہیں۔ ایک اور خوشی ہے کہ آپ کے والد صاحب اور میرے والد صاحب mate رہے ہیں school-mate رہے ہیں بہت خوشی کی بات ہے۔ اسکے علاوہ میرا حلقہ بہت ہی، مطلب وہاں پٹ فیڈر کینال ہے۔ اس flood میں بہت ہی losses ہوئے ہیں وہاں بہت نقصانات ہوئے۔ لوگ سندھ چلے گئے۔ ایگریکلچرل ایریا ہے۔ irrigated نظام وہاں نہیں ہے۔ وہ نظام بالکل ختم ہو چکا ہے تباہ حال ہے۔ اس پر، پٹ فیڈر میں بہت ساری شگافیں پڑ گئی ہیں۔ کرپشن کی بات چل رہی تھی اسی میں یہ بھی آتا ہے کہ پچھلے دور حکومت میں ان شگافوں کیلئے 70 کروڑ روپے دیئے گئے تھے، 30 شگاف تھے۔ لیکن وہ شگاف ابھی تک پُر نہ ہو سکے۔ تو ان پر زیادہ توجہ دی جائے۔ اور ہمارے ایریا میں، ہمارا ایریا ایک ہی ہے جعفر آباد اور نصیر آباد، even ابھی جو ڈسٹرکٹ بنا ہے صحبت پور۔ تو وہاں پرائمری

اسکولوں کی حالت بہت خراب ہے اُن پر توجہ دی جائے اور تعلیم پر توجہ دی جائے۔ اسکے علاوہ وہاں اُوچ پاؤر پلانٹ ہے یہ میرے حلقے سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جہاں سے power باہر کو جاتی ہے۔ ہمارے علاقے نصیر آباد، جعفر آباد اور ڈسٹرکٹ صحبت پور کو وہاں سے بجلی فراہم کی جائے۔ یہ اہم چیزیں ہیں، اور یہ پورے بلوچستان کے لئے ہمیں کرنا ہوگی۔ سردار ثناء اللہ خان، میاں نواز شریف صاحب، محمود خان اچکزئی صاحب اور ڈاکٹر عبدالملک صاحب نے جو اتحاد اور اتفاق سے آپ اسپیکر صاحب کو چننا اور اسکے علاوہ قائد ایوان چننا جائیگا یہ بہت اچھی بات ہے۔ اور یہ بلوچستان میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہم سب مل کر کسی میں کوئی فرق نہیں ہے ہم سب ایک ہیں، بلوچ ہو، پٹھان ہو، سندھی ہو، سرائیکی ہو، ہزارہ اور ہماری اقلیتی برادریاں اسی طرح خواتین ہیں، بہت اچھی بات ہے۔ اور خاص کر اپنے حلقے کیلئے دوبارہ گزارش کرونگا کہ اُسکے لئے ہمارے ساتھ خاص تعاون کیجئے گا۔ ہمارا حلقہ تباہ ہے بہت back-ward area ہے، بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ ایگریکلچر کی وجہ سے بیس سال پہلے بہت آگے تھا لوگ آباد ہوا کرتے تھے آج بہت ہی پیچھے رہ گیا ہے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ میرا تعاون اسپیکر صاحب! آپکے ساتھ ہوگا۔ بلکہ سردار ثناء اللہ صاحب، ڈاکٹر عبدالملک صاحب، حامد خان صاحب اور سب دوستوں کے ساتھ ہوگا۔ دُعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: بہت شکر یہ اظہار خان کھوسہ صاحب۔ بابت صاحب! Please take the floor. عبید اللہ بابت صاحب!

جناب عبید اللہ بابت: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محترم اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں آپکو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے آج یہ ذمہ داری سنبھالی ہے۔ دے سرہ چپتھی اسپیکر تاتہ ہم مبارکی وایم۔ ابھی آپ کو بھی یہ خیال رکھنا ہوگا کہ بزنس صاحب اور آپ ایک پارٹی کے ہیں۔ پتا نہیں پارٹی ایک ہے یا نہیں۔ بہر حال یہ جو اسٹاف ہے یا اسمبلی ہے، جتنے آپکے لوگ یہاں ہیں۔۔۔ (مداخلت) ہاں! یہ سردار صاحب کہتے ہیں کہ دل ایک ہیں۔ تو آپ نے ان تمام کا خیال رکھنا ہے۔ ایسا نہیں ہو کہ بس، کل تو مشکلات ہیں ناں۔ اسمبلی میں لوگوں کی نوکریاں ہیں۔ ایم پی اے ہاسٹل ہے۔ تو میں یہ پہلے آپکے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ آپ سے متعلق ہے انصاف بہ تہ کئے۔

جناب اسپیکر: بابت صاحب! اصول یہ ہوتا ہے کہ جہاں اسپیکر اور اُسکے آفس کا کام ہوتا ہے تو چیئر میں بات کی جاتی ہے۔ Floor of the House پر آپ دوسرے مسائل کو take-up کریں۔

جناب عبید اللہ بابت: ہاں! یہ آپکو بتاؤں گا یہ اچھا ہے کہ record پر بھی یہ آجائے ناں۔ کل record پر نہیں ہوگا، پھر ہم لوگ کیا بتائیں گے لوگوں کو کہ ہم نے تو صاحب کو بتا دیا تھا۔ تو ابھی میں چونکہ ہمارے جو آئیو الے وزیر اعلیٰ صاحب، انہوں نے کل بھی، یہ میں پشتو میں بھی کر سکتا تھا۔ تو اُردو میں اچھا ہے ڈاکٹر صاحب بھی اچھی طرح سمجھ لیں گے۔ تو ابھی جو زبانوں کا مسئلہ آیا ہے، یہ علاقائی زبانیں نہیں قومی زبانیں ہیں۔ بس لوگ ایسے کہتے ہیں یہاں اُٹھ جاتے ہیں بس ”کہ یہ علاقائی زبان ہے“ ابھی اس زبان کی تاریخ تو دیکھو، آپکو یہ معلوم نہیں ہے اُردو تو بنگال بنگلہ دیش میں بھی بولی جاتی تھی کہ نہیں sir؟ میں انکو تھوڑی تعلیم دلانے کیلئے کہ اُردو تو وہاں کی بھی قومی زبان تھی پھر وہ اُردو ابھی کیوں ختم ہوگئی؟ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قومی زبانیں ہماری ہیں۔ یہاں بلوچی ہے۔ براہوئی ہے۔ اگر سندھ میں جو جاموٹ ہیں یا جام صاحب والے ہیں یا پشتو ہے۔ یہ ہماری تاریخی زبانیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر کسی قوم کو فنا کرنا ہے تب، ختم کرنا ہے تب، تو اُس سے اُسکی ماضی ختم کریں۔ ہم تو اپنی ماضی قربان کرنے کیلئے یہاں نہیں آئے ہیں۔ ہم اپنی ماضی کو سنواریں گے ناں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) انشاء اللہ۔ تو ہمیں ڈاکٹر صاحب سے یہی اُمید ہے۔ کہ محترم ڈاکٹر صاحب خود بھی فٹ پاتھ والے ہیں اور ہم سارے فٹ پاتھ والے ہیں ناں۔ خیال رکھنا ہے ناں۔ ایسے تو ہم نشے میں نہیں آئے ہیں ناں کہ بس ہم اسمبلی میں آگئے ابھی نشہ ہو گئے ناں۔ ہم لوگوں نے اپنی حیثیت دیکھنی ہے غریب لوگ ہیں۔ ٹھیک ہے یہاں سردار، نواب، خان بھی بیٹھے ہیں۔ مگر ہم سردار ہیں نہ خان صرف بابت ہیں ناں۔ ہم بابت والے ہیں ناں۔ مڑا! مولانا پھر ناراض ہوتے ہیں۔ ابھی بیچارے اقلیت میں بھی ہیں ناں اُنکو ابھی غصہ بھی ہے ناں۔ تو ہم ہیں غریب لوگ۔ جیسے ہماری پہلی حکومتوں میں غالباً نواب اکبر خان بگٹی صاحب نے اسکولوں میں یہ زبانیں رائج کی تھیں اُنکے لئے کتابیں بھی بن گئی تھیں باقاعدہ کورس اُنکے لئے منتخب ہوا تھا۔ مگر یہ لوگوں کو پتا نہیں ہے انکا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ سارے پاکستان کے مخالف ہیں۔ ہم سارے پاکستان کے وفادار ہیں اور پاکستان کے لئے جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں حالانکہ پاکستان

کیلئے تو سب سے زیادہ قربانی ہم لوگوں نے دی ہے۔ جیلیں ہم لوگوں نے کاٹی ہیں۔ میں 75ء میں مجھ جیل گیا ہوں، کوئی گیا ہے؟ بتائے کوئی اسمبلی میں ہے بیٹھا ہوا؟ یا ڈاکٹر صاحب گئے ہیں یا دوسرا؟ مولانا واسع صاحب پتا نہیں اُس وقت کدھر تھا؟ ہم لوگوں نے تو جیلیں کاٹی ہیں ناں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ بس ہم آسمان سے اترے ہیں نازل ہوئے ہیں۔ ہم نے جدوجہد کی ہے۔ اُس وقت ہم، جب ہم کالج میں ہوتے تھے۔ یہ permanent resident کی بات ہو رہی تھی شاید آپ کو اُس وقت ایک permanent resident سرٹیفکیٹ بنانا پڑتا تھا۔ لوکل اور ڈومیسائل کے علاوہ بھی۔ جو آدمی یہاں permanent resident کرتا ہے۔ تو ہم نے اسکے خاطر بھی جدوجہد کی ہے۔ تو جناب! ایک تو ڈاکٹر صاحب کو مبارک بھی ہو۔ میں تو پیشگی مبارکی دیتا ہوں۔ انشاء اللہ سردار صاحب سب نے، مہربانی کہ سردار صاحب، محمود خان، نواز شریف صاحب، انہوں نے، یعنی نواز شریف، ٹھیک ہے ہم لوگوں نے تو نواز شریف کے خلاف بھی کام کیا ہے۔ مگر اس دفعہ جو تاریخی کام نواز شریف نے کیا ہے میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے یہاں کے عوام کو، یہاں کے لوگوں کو، جو ہمارا جائز مطالبہ تھا، ایسا نہیں کہ ہم لوگ ناجائز کہہ رہے ہیں۔ بس لوگ ایسے ہی کہتے ہیں کہ ہم لوگ مانگ رہے تھے۔ بھائی! ہمارا حق دیا ہے کوئی اضافی چیز کسی نے ہمیں نہیں دیا ہے نہ ہم اضافی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) یہ ہمارا حق تھا، ہمیں اپنا حق دلایا گیا ہے۔ ہم نواز شریف صاحب کے شکر گزار ہیں۔ سردار ثناء اللہ صاحب کا اور سردار ثناء اللہ کو تو میں بہت، یعنی انہوں نے بڑی ہمت کی ہے۔ اور جس حالت میں انہوں نے الیکشن لڑا ہے۔ واقعتاً میرا تو دوست بھی ہیں۔ میں نہیں جا سکا اُس وقت حالات بھی ایسے تھے۔ ہم لوگ اپنے اس دھندے میں لگے ہوئے تھے۔ سب اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ تو اس فورم کے حوالے سے میں سردار ثناء اللہ زہری صاحب سے دلی تعزیت کرتا ہوں کہ انکو بہت بڑا loss ہوا ہے۔ اتنا loss کہ ہم لوگ کیا بیان کریں۔ کہ انکو اتنا نقصان ہوا ہے اسکے باوجود بھی انہوں نے آج بہت فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور یہ جو ابھی ہم لوگ حکومت بنانے جا رہے ہیں۔ جمالی صاحب! آپ تو بہت تجربہ کار آدمی ہیں۔ آپ ہم سے عمر میں بھی بڑے ہیں اور تجربہ بھی آپ کا زیادہ ہے۔

جناب اسپیکر: میں آپ سے عمر میں چھوٹا ہوں بھئی! 1975 میں آپ جیل گئے ہیں۔ اور میں

اُس وقت پڑھتا تھا۔

جناب عبید اللہ بابت: آپ میجر ہیں اور میں ایسے ہی بابت ہوں، آپ کیسے بڑے نہیں ہیں؟ مجھے معلوم تھا کہ آپ ملازمت کرتے ہیں۔ ہم جب سے دیکھ رہے ہیں، آپ سیاست میں ہیں۔ تو جناب! ابھی ہم جو یہ حکومت بنانے جا رہے ہیں، تو اس پر ہمارے تمام ساتھیوں نے، ایک تو ہم لوگوں نے قومی زبانوں کو بالکل میں ڈاکٹر صاحب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اور یہ آسان چیز بھی ہے، قسم ہے، یہ سرائیکی بیچاروں کو یہ احساس نہیں تھا یہ ہم لوگوں نے پونم اور اے پی ڈی ایم بنایا۔ ابھی سرائیکی بھی ہم لوگوں سے زور آور ہیں۔ اُنکی بھی زبان ہے سندھ کے ہر Milestone پر سندھی ہے کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہر تھانے پر سندھی زبان ہے۔ آپکو تو معلوم ہے آپکا تو بالکل بارڈر ہے۔ تو ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ نہیں قومی زبانیں نہیں۔ بولو یہ جو ہے دوزخ کی زبان ہے۔

وائی اغیار چہ دا دوزخ ژبہ ده

زه به جنت ته له پشتو سره زم

پشتو ہماری زبان ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دوزخ ہے۔۔۔ (ڈیک بچائے گئے) ابھی ہم لوگ انکو کیا سمجھائیں۔ دوزخ نہیں ہے مڑا۔ اُردو پھر کدھر آسمان سے آگئی؟ اُردو بھی ایک زبان ہے۔ اُردو بھی کچھ لوگوں کی زبان ہے۔ کیا ہم اُردو کا احترام نہیں کرتے؟ کیا ہم لوگ غالب کے اشعار نہیں پڑھتے؟ کیا ہم علامہ اقبال کے اشعار نہیں پڑھتے؟ بس تاریخ بھی ہم لوگوں کو جو اسکولوں میں پڑھاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بات لمبی ہو جائے۔ تو وہ بھی ہم لوگوں کی طبیعت کی تاریخ نہیں ہے۔ تو ہم ڈاکٹر مالک صاحب سے کہتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی Heroes ہیں، اس وطن کیلئے جو قربانیاں دی ہیں انکو course میں شامل کریں۔ قربانیاں ہم نے دی ہیں۔ ایک آدمی نے جہاز اڑایا اور پھر زمین پر بٹھا دیا اُسکے لئے نشان حیدر ہے۔ دو، ہر ایک دو۔ مگر ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہمیں بھی نشان حیدر دیا جائے۔ روڈز ہمارے نام پر نہیں ہیں۔ مڑا! یہ کیسے لوگ بولتے ہیں ”کہ تم لوگ غدار ہو“ غدار تو تم ہو۔ تم نے غداری کی ہے۔ ہمارے تاریخی وطن پر ہمارے اس ملک پر ہماری اس دھرتی پر۔ آپ اپنے نام رکھتے ہیں آپ خوش ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ ہم اچھے ہیں تو لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ اگر بلوچ کہیں ”نصیر خان“ لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ یہ کیسا پاکستان ہے۔ پاکستان سب کا ہے۔ تو پھر سب کا ہوگا۔ بس اُدھر

سے لوگ آجاتے ہیں۔ ”پیٹرول مہنگا ہو گیا ہے“ کیوں مہنگا ہو گیا؟ بھئی! ہم لوگ پاکستانی نہیں ہیں؟ کیا ہم لوگ گرو نہیں کھاتے؟ کیا ہم لوگ کپڑے نہیں پہنتے؟ بس ادھر سے فیصلہ کرتے ہیں۔ تو صاحب! ہم لوگوں کو اپنی تمام چیزوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ابھی تو صاحب! ایک تو وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ آپ سے کہتا ہوں، آپ ناراض نہ ہوں۔ ابھی یہ اسکیمیں بنائی ہیں on going, on going ہم لوگ کب تک یہ بھگتے رہینگے۔ بس مٹی ڈالی ہے۔ سکول کی چھت نہیں ڈالی ہے۔ ایک تو خدا بیورو کر لیں کو بھی ہدایت کرے۔ خدا کی قسم سارے عملیات میں اُنکے شریک ہیں۔ بھائی! چھوڑو ابھی۔ عوام کیسے ترس رہے ہیں شہروں میں پانی نہیں ہے بجلی نہیں ہے۔ ابھی آپ جائیں تین تین گھنٹے بجلی نہیں ہے۔ حالت کیا ہے صاحب! بجلی نہیں ہے، ٹرانسمیشن لائن نہیں ہے فلاناں نہیں ہے۔ وہ میگا پراجیکٹ اُن میں ہمارے، ہم ابھی کہتے ہیں کہ لوگوں کو relief دو۔ عوام کو نوکریاں دو اور میرٹ پر ہو۔ صاحب! ایسے نہیں ہو کہ ابھی ہماری حکومت آجائے اور ہم غریبوں کو بس چھوڑیں۔ ”کہ بس تم جاؤ تم نے ہم کو ووٹ نہیں دیا ہے“ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اس پر رولنگ دے سکتے ہیں as a Speaker ہم آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں۔ اور آپ نے بھی وعدہ کرنا ہے۔ آپ نے خود پہلے اپنے الفاظ میں کہا شاید آپ کو یاد ہے جب آپ نے یہاں منصب سنبھالا تو آپ نے کہا ”کہ ابھی یہ نہیں ہوگا“ شاید آپ نے یہی کہا تھا جو میں سمجھا تھا۔ کہ بھئی! یہ ہماری دولت ہے عوام کے پیسے ہیں۔ ابھی جاؤ ایک غریب آدمی ہے۔ خدا کی قسم صاحب! میں ایک واقعہ اپنے شہر کا سنا تا ہوں۔ میں ایک فاتحہ پڑ گیا۔ فاتحہ جب وہاں پڑھا تو وہاں وہ گھر والے تھے۔ ہم لوگ ہر ایک کا اپنا کہنا یعنی ”حضرت عمرؓ کا نظام لائیں گے“ ایسا آسان ہے حضرت عمرؓ کا نظام۔ حضرت عمرؓ والا نام۔ نام تو حضرت عمرؓ کا لیتے ہیں۔ تو میں نے اُس گھر والے سے پوچھا یہ بچہ سکول نہیں جاتا ہے۔ بولتا ہے ”نہیں، اس بچے کو تو سکول سے ٹیچر نے بند کیا ہے“ میں نے کہا کیوں؟ بولتا ہے ”یہ بچہ سکول گیا اسکے کپڑے اتنے میلے تھے اور اُس سے بو آرہی تھی تو ٹیچر نے اس سے کہا کہ جاؤ اور کپڑے صاف کرواؤ“ بچہ روتا ہوا گھر آیا اور ماں سے کہا کہ ”مجھے کپڑے دے دو“ ماں نے کہا ”کہ گھر میں اتنا پانی نہیں ہے کہ میں آپکے کپڑے دھوؤں“ یزید اور امام حسینؑ کا جھگڑا کس چیز پر تھا؟ ہر روز ہمارے ہاں ماتم ہے۔ ہر بچہ رورہا ہے۔ ہر ماں رورہی ہے۔ کیا لوگ غربت کے ہاتھوں خود کشیاں نہیں کر رہے ہیں؟ بچے بیچ رہے ہیں۔ ”ٹارگٹ کلنگ،

فلاناں ہے،‘‘ سیاست کرو۔ بلوچوں سے میں کہتا ہوں کہ سیاست کرو دلاوری کے ساتھ۔ ہمت کرو۔ جیسے ہم نے کیا۔ ہماری پارٹی نے اتنی قربانیاں دی ہیں کہ آج ہمارے، میں تکبر نہیں کرتا ہو سکتا ہے کہ کل ہمیں بھی کوئی نقصان پہنچائے۔ میں کان پکڑ کر تو بہ کرتا ہوں۔ مگر یہ میں کہتا ہوں۔ ہم نے ان ناروا لوگوں کو میدان میں ایسی شکست دی ہے۔ ایک فرسٹ ایئر کا اسٹوڈنٹ اٹھ کر پارٹی بناتا ہے۔ تم کون ہے؟ بچہ ہو۔ ’’بس پی ایس او والی ہماری لیڈرشپ کریگی‘‘۔ میں نے چالیس سال سیاست کی ہے۔ چالیس سال کے بعد ایک سکول کا اسٹوڈنٹ آ کر مجھے dictation دیگا۔ تو جمالی صاحب! میں کیا کہوں گا؟ سیاست ہم نے کرنی ہے۔ ہم نے یہاں پارٹیاں بنانی ہیں۔ ہم نے یہاں لوگوں کو اطمینان دینا ہے۔ تو صاحب! ہماری پارٹی، تو عوام نے اپنا کام کیا ہے۔ اور عوام نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ ہم عوام کے شکرگزر ہیں۔ رہا یہاں جو بجٹ ہوگا وہ عوام کے مفاد میں ہوگا۔ تو آپ سے بھی ہماری یہ گزارش ہے، بزنجو صاحب سے بھی کہ اس House کو ایسے چلا دو کہ کل لوگ بھی کہیں۔ اور وزیر اعلیٰ کی تو میں بالکل ذمہ داری لیتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ ایسا کوئی کام نہیں کریگا۔ تو آپکا بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: شکریہ بابت صاحب! اچھا ہے آپکی تقریر بیچ میں آگئی۔ یہ میں، یہی حرکت کرتا تھا سینٹ میں جگانے کیلئے۔ وہاں پر صلو صاحب سینیٹر ہوتے تھے۔ وہ آپ نے میرا کام آسان کر دیا۔ منظور کا کڑ! Please take the floor. جن کے نام کی چھٹی آئی ہوئی ہے پہلے انکو بات کرنے دیجئے۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: Thank you sir. - مُحَمَّدٌ هُوَ الَّذِي اَرْسَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكُرْئِيْمَ - اَمَّا بَعْدُ - اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں آپکو اپنی جانب سے، ایوان کی جانب سے، پارٹی کی جانب سے، دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ ڈپٹی اسپیکر جناب قدوس بزنجو صاحب کو بھی ایوان کی جانب سے، اپنی جانب سے اور پارٹی کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپکے بارے میں، شہر کے بارے میں بہت سی باتیں ہوئیں۔ دوستوں نے کی۔ آپ صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں اور مرکز میں بھی اعلیٰ عہدوں پر آپ فائز رہ چکے ہیں۔ آپکو بتانا آپکو سمجھنا، جو سب سے خوبصورت بات آپکے بیٹھتے ہی آپ نے جو chair سنبھالی، جو سامنے آئی کہ آپ

نے جو پچھلے ادوار، پانچ سال گزرے ہیں۔ اُسکے حوالے سے جو کمیٹیوں کا ذکر کیا۔ میں آپ کو appreciate کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پچھلے ادوار جیسے بھی گزرے ہوتے ہیں، اُنکی نشاندہی کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اُسکے ساتھ ساتھ یہاں آئین کی آرٹیکل 88 کی بات چلی۔ اُسکی خلاف ورزی۔ اور جو کمیٹیاں constitute ہونی چاہئے تھیں، اُس پانچ سالوں میں۔ کیونکہ اگر وہ کمیٹیاں بنی ہوتیں تو یہاں accountability ضرور ہوتی۔ اور اُن کمیٹیوں کا نہ بنانا، اس ایوان کے سامنے، اس عوام کے سامنے، اس شہر کے سامنے، سب کچھ ہمارے سامنے آیا۔ یہاں ایک بھائی نے بات کی ”کہ کچھ MPA's صاحبان سیکرٹریٹ جاتے ہیں سیکرٹریوں سے ملنے کیلئے“ تو یہاں سے ہم اندازہ لگا لیتے ہیں۔ آپکے بیٹھے ہی، آپ نے خود نشاندہی کر دی ”کہ یہاں جو کچھ ہوا ہے وہ غیر آئینی ہوا ہے“ تو وہاں جو کچھ ہوا ہوگا، وہ ہر MPA کا right ہے کہ وہ جا کر متعلقہ Secretaries سے اس بارے میں مشورہ لیں یا اپنا مشورہ اُنکو دیں۔ کسی نے، کوئی MPA بھی یہاں ایسا نہیں ہوگا جو وہاں گیا ہو، کسی کو اُس نے دھمکی دی ہو۔ جناب عالی! پانچ سال کے دور میں جو کچھ بھی ہوا۔ یہاں بہت باتیں سامنے آئیں۔ یہاں ہم منتخب ہو کر اس ایوان میں جب ہم آئے ہیں تو ہم پر لوگوں نے بہت بڑا اعتماد کیا اُنہوں نے اپنی جو زندگی شہر میں گزارنی ہے بسر کرنی ہے۔ جو mandate ہر پارٹی کو یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں، اُنکو دیا ہے، ہمیں اپنا نمائندہ منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ تو یہ ہمارا حق ہے اور یہ ہمارا right ہے کہ اُنکے حقوق کیلئے یہاں ہم بات کرینگے اُنکے حقوق کیلئے یہاں ہم لڑیں گے۔ جیسے یہاں کچھ چیزیں سامنے آئی ہیں health کے حوالے سے۔ اگر ہم health کے بارے میں بات کرینگے جناب عالی! اگر ہم بیس، پچیس سال پیچھے جائیں یہ وہی hospitals ہیں جہاں دو وقت کا کھانا مریضوں کو دیا کرتے تھے۔ چاہئے وہ غریب تھا یا امیر۔ اور اُس وقت فنڈز بھی اتنے نہیں تھے جو آج کل ہمیں مل رہے ہیں۔ اور یہ وہی hospitals ہیں۔ اب کھانا تو دُور کی بات ہے آپکو medicines بھی نہیں ملیں گی وہ بھی آپکو خود خریدنا پڑیں گی۔ کیا یہی گورنمنٹ تھی؟ کیا یہی آئین تھا؟ کیا یہی Constitution تھا؟ جناب عالی! اگر ہم education کی بات کرتے ہیں۔ education کا sector بھی ہمارا اسی طرح ہے۔ آج اس شہر میں اگر پانچ سو اسکولز ہونگے، اُن پانچ سو اسکولز میں ایسے اسکولز آپکو دکھاؤں گا، جناب اسپیکر! جن میں ابھی تک بچوں اور بچیوں کیلئے ہاتھ رُومز نہیں ہیں۔ کیا

یہی آئین ہے؟ کیا یہی معاشرہ ہے؟ کیا یہی ایوان ہے؟ جس میں فیصلے ہوا کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے ہم پر اعتماد کر کے یہاں بھیجا ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں اگر ہم بات کرینگے، مسئلے اور مسائل کی۔ مسئلے مسائل صرف اس شہر، اس صوبے اور اس ملک میں نہیں ہیں۔ اگر ہم اور دنیا جاتے ہیں، world جاتے ہیں، ہم global میں بات کرتے ہیں۔ تو یہ مسئلے مسائل اُنکے پاس بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف ہمارے حصے میں ہی یہ مسئلے مسائل ہیں۔ لیکن اُنہوں نے کیا کیا، وہ مل بیٹھ کر اس چیز کو مشاورت، احتیاط اور اتفاق کے ساتھ طے کیا۔ اپنی مٹی کیلئے اُنہوں نے بہت کچھ کیا۔ آج وہ چاند پر پہنچے ہوئے ہیں۔ دودن پہلے آپ لوگوں نے ٹی وی پر دیکھا کہ اُنہوں نے وہاں پانی کا ذخیرہ بھی ڈھونڈ لیا۔ اور ہم لوگ یہاں اس شہر کو ابھی تک ایک سیوریج نہیں دے سکے۔ اگر ہماری یہی حالت رہی تو ہم دوبارہ سو، دو سو سال پیچھے والی زندگی جو یہاں ہماری بہن نے کہا کہ stone-age کی زندگیاں ہم گزاریں گے۔ ہم دوبارہ اُسی زندگی میں جا رہے ہیں یہاں ہمارے بھائیوں نے گیس کی بات کی۔ جہاں سے گیس نکلتی ہے اُنہیں گیس نہیں ملتی۔ یہاں اسی شہر میں، انمبرگ علاقہ ہے وہاں ابھی تک جناب اسپیکر! گیس نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے ذاتی مفادات ایک طرف رکھیں تب ہم جا کر Then we will achieve our hands. جس میں آتا ہے آپکا electricity جس میں آتی ہے آپکی peace جس میں آتا ہے آپ کا justice جس میں آتی ہے آپکی education جس میں آتی ہے آپکی health۔ جناب اسپیکر! اگر ہم شہر کے امن و امان کی بات کرتے ہیں، جس میں میرے بھائیوں نے بہت زیادہ debate کیا۔ ان پانچ سالوں میں 5502 لاشیں ہمیں ملی ہیں۔ ہمیں شہید ملے ہیں اس شہر میں۔ کسی نے آج تک اس پر یہاں کوئی debate کیا۔ یہ ایوان تھا اسمیں کسی نے کوئی قرارداد پیش کی؟ کوئی قرارداد نہیں آئی۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر ہمیں یہ احساس ہوتا کہ یہ شہر ہمارا ہے۔ جو گھر جل رہا ہے وہ گھر میرا ہے۔ تب ہم یہاں کوئی قرارداد پیش کرتے۔ جناب اسپیکر! آپ اُس گھر والوں سے پوچھیں جس گھر سے تین، تین لاشیں نکلی تھیں۔ دو، دو لاشیں نکلی تھیں۔ جن کو ہم اور آپ نے، ہمارے عزیزوں اور بھائیوں نے سپردِ خاک کیا۔ آج اُنکے بچوں سے آپ پوچھیں۔ آج اُنکے اہل خانہ سے پوچھیں کہ وہ کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں؟ جناب اسپیکر! باتیں دوستوں نے بہت کی ہیں آپکا زیادہ وقت بھی لینا نہیں چاہتا۔ اس ایوان

کے توسط سے ہم مل کر اس شہر کے مسائل اور اس کے امن و امان کو بحال کرنے کے لئے کوشش کریں گے۔ اور شہر میں جو ظلم ہوگا اُسکے خلاف ہم نے آواز بلند کرنی ہے۔ تب ہم جا کر اپنے aims میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آخر میں آپ سب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام۔  
جناب اسپیکر: شکر یہ منظور کا کڑ صاحب۔ نواب محمد خان شاہوانی! آپ Please to take the floor.

نواب محمد خان شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ کُلّٰنِ مُسْتَنْنِ تینا گنڈ آن نواب صاحب نا صلاح اٹ، ساراوان و جھالاوان نا براہوی زبان نا نمائندگی نا حوالہ اٹن نئے ایوان نا متفقہ طور اٹ او کُلّٰنِ آن بھلا گڑ ادا کہ بلا مقابلہ نم اسپیکر او قدوس بزنجو صاحب ڈپٹی اسپیکر نامزد مسورے۔ دارو اداری نا مظاہرہ ء کنگ آن ایوان ء بالخصوص نواب صاحب ء اوناسگت آ کو پشتونخوا نا، نیشنل پارٹی نا، جمعیت نا او انٹس کہ دا ایوان اٹی ایلو نا منتخب ممبر او کُلّٰنِ ء خراج تحسین پیش کیوہ۔ کہ اسے افتتاحی او، ابتدائی او کہ نا شروع نا کہ سیشن ء اوّلی کو، اسے ہند نو روایت اس تحانو کہ نن بروکا وخت اٹی کہ ہرا توقعات آتے او ہرا سوچ آتے نن تحان ہرا توقعات آتے نا بلوچستان نا عوام تحانے او اوٹی ای ہندا سمجھوہ کہ اُمید اس بھاز بھلو پیدا مس دا اقدام آن کہ اسے خوش اسلوبی اٹ، نہ جنجال مس، نہ چھکی تاڑی مس نہ ء campaign مس، نہ ء کس کسے، نہ ء لیکشن ٹی مس، نہ ء گڑ اس مس، آرام اٹ دا بہتر ء گڑ اسے کہ، کنا ذہن اٹی ہندا اسے گڑ اس اس کہ دا بہتر ء اسے روایت اس قائم مسونے۔ بروکا کاریم، بروکا مسئلہ کہ اسے بھاز بھلو انبار اس بلوچستان اٹی مسئلہ عاتا اسے بھاز درد نا کو حالت اس کہ نا نمونان گدرینگانے۔ گڑ اس ای اُردو اٹ کنگ خوائے۔ وہ ضروری ء کہ گڑ اس سگت نا شاید آسانی اٹ پومنگ کپسہ۔ جناب اسپیکر صاحب! میں ذرا مختصراً صرف موقع محل کے حوالے سے، مسئلے مسائل کو انشاء اللہ آگے کرتے ہوئے ہم کہتے رہینگے اور سوچتے رہینگے اس بارے میں سب مل کر۔ اس حوالے سے کہ بلوچستان کے تمام علاقوں میں، بلوچستان کے تمام قوموں کے ساتھ، پچھلے وقتوں میں جس طرح کا ظلم و ستم ہوتا رہا ہے۔ کہیں بھوک و افلاس کی وجہ سے، کہیں بیروزگاری کے حوالے سے، کہیں بارش اور پانی کے حوالے سے، کہیں قدرتی آفات کے حوالے سے۔ اور ہمارے بلوچ بیلٹ میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی اور کھیلی جا رہی ہے۔ اور ہمارے کوئٹہ

کے کچھ ہماری communities جن کے ساتھ بے انتہا ظلم و ستم ہوتا رہا ہے۔ اور ہمارا تازہ ترین جو واقعہ نواب صاحب کے ساتھ پیش آیا۔ یہاں سارے دوستوں نے نواب صاحب کے حوصلے اُنکی ہمت کو سراہا، اسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ چیف آف جھالاوان ہیں۔ اُنکی ہمت، ہم قریبی ہیں علاقائی حوالے سے، قبائلی حوالے سے ہم جانتے ہیں۔ یہ ہمت اُنکو ورثے میں ملی ہے۔ اپنے لوگوں کی خدمت، نواب صاحب نے یہی کہا ہے ”کہ سکندر، سارے بلوچ قوم میرے لئے سکندر ہے“ تو اس وقت بلوچستان خون کا آنسو رو رہا ہے۔ اس وقت بلوچستان ایک درد اور کرب میں مبتلا ہے۔ ضروری ہے انسان فطری طور پر اور نفسیاتی طور پر کام، مسئلوں اور سنجیدہ معاملات کے بعد طنز و مزاح ہونا چاہئے۔ کچھ گزارشاتی الفاظ ہیں ہمارے۔ کہ ہم لوگوں کو ایک بہت بڑا مسائل کا انبار ملا ہے اس ایوان میں، جو منتخب ہونیوالے جتنے ہمارے ساتھی آئے ہیں چاہے جہاں سے، بلوچستان کے جس کونے سے آئے ہیں۔ اور اس حالت میں، جب ہمارے مختلف قوموں کے ساتھ، مختلف علاقوں میں، اور بالخصوص نواب صاحب، تو کیا ہم ایک دوسرے کے غم کو اپنا غم نہیں سمجھتے ہیں؟ نہیں سمجھنا چاہئے یا سمجھنا چاہئے؟ ہم سب اس علاقے میں، اس صوبے میں بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر اُس قوم کا ہر اُس فرد کا اور نواب صاحب کا غم ہم سب کے لئے برابر کا غم ہے۔ اور ہم اس غم میں، اس تکلیف میں، اس کرب میں باقاعدہ طور پر الفاظ کے علاوہ دل و دماغ سے بھی اسمیں شریک ہیں۔ اور وہ کرب گزر رہا ہے ہم سب پر اُسی طرح سے اور ہونا بھی چاہئے۔ لہذا طنز و مزاح ہونا چاہئے۔ پچھلے پانچ سال میں بہت طنز و مزاح ہوا۔ اور اُس کا نتیجہ ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔ تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ اپنی تکمیل کو جب پہنچے گا ایوان ہمارا، CM صاحب باقاعدہ طور پر اپنا حلف اٹھائیں گے ہمارے نواب صاحب کے اور دوستوں کے تعاون سے۔ تو سب سے پہلے ہم لوگوں کو فکر کرنا چاہئے ان مسئلوں کے بارے میں۔ اپنے حلقوں کے بارے میں۔ اپنے بلوچستان کے جو بھی ہمارے علاقے جن جن مسائل سے دوچار ہیں۔ اور وہ جو توقع رکھ کر بیٹھے ہیں ہم سے کہ ہم اس ایوان میں آکر اُن لوگوں کے مسئلوں کیلئے فکر اور غم کریں گے اور پریشان ہو کر اُنکا حل ڈھونڈیں گے۔ اور سب متفق ہو کر اُن مسئلوں کو حل کریں گے۔ جب ان مسئلوں کو ہم کچھ حد تک حل کر چکے ہونگے اُسکے بعد پھر ہم لوگوں کو طنز بھی مزہ دیگا اور مذاق بھی۔ آپکا بہت شکر یہ۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: بہت شکریہ نواب محمد خان صاحب - ولیم برکت صاحب! Please take the floor.

جناب ولیم جان برکت: محترم اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں آپکو اس ایوان کی جانب سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے، دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپکو اس ایوان نے بلا مقابلہ اسپیکر منتخب کیا۔ اور ساتھ ہی ہمارے نوجوان قدوس بزنس صاحب کو ڈپٹی اسپیکر کی حیثیت سے بلا مقابلہ منتخب کیا۔ آپکی اور آپکے خاندان کی اس ملک اور اس صوبے کیلئے بے پناہ خدمات ہیں۔ اور اس صوبے کے عوام یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپکی بحیثیت اسپیکر یہاں تمام محروم طبقوں کا نہ صرف اُنکے ساتھ انصاف ہوگا بلکہ اُنکو مساویانہ حقوق بھی ملیں۔ جناب اسپیکر! میرا تعلق پشتونخوا ملی عوامی پارٹی سے ہے۔ اور ہماری پارٹی بلا امتیاز رنگ و نسل انسانیت کی خدمت پر یقین رکھتی ہے۔ ہماری پارٹی میں کوئی اقلیتی ونگ نہیں ہے۔ ہم سب برابر ہیں۔ اور برابری کے اصول پر ہم کام کرتے ہیں۔ ہمارا یہ موقف ہے کہ اس خطے میں، اس صوبے میں جو بھی شہری رہتا ہے، وہ جس بھی مذہب سے، جس بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہے، وہ اسکی اپنی ذات ہے۔ وہ اس ملک اور اس صوبے کیلئے، اسکی معیشت کو مضبوط کرنے کیلئے کام کرتا ہے۔ تو وہ اس صوبے کے حقوق میں، اسکے وسائل میں برابر کا شریک ہے۔ اور اسی لئے میں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں جو غیر مسلم ہیں۔ ہم اُسے اقلیت نہیں کہتے ہیں ہماری پارٹی اُنکو غیر مسلم کہتی ہے۔ غیر مسلم اُنہوں نے اس صوبے کیلئے بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ ایک صدی سے یہاں آباد ہیں۔ ہندو کمیونٹی اس خطے کے son of soil ہے۔ اگر تاریخ کو دہرایا جائے۔ اسی طرح کر سچن وہ بھی ایک صدی سے یہاں آباد ہیں۔ اُنکی تعلیمی خدمات کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اسی طرح ہندو کمیونٹی کی معیشت جو اُنہوں نے اس صوبے کی، اس ملک کی ترقی کیلئے کی اُسکو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اِس لئے ہماری گزارش ہے کہ ہم اپنے کردار کو اسی طرح ادا کرتے رہینگے۔ ہم اپنی اُن ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہینگے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ ہماری یہ درخواست ہے، جس طرح کہ ہماری پارٹی کا موقف ہے کہ یہاں میرٹ پر عمل کیا جائے۔ حقدار کو اُسکا حق دیا جائے۔ چاہے وہ کر سچن ہے، چاہے وہ مسلم ہے۔ چاہے وہ پشتون ہے۔ چاہے وہ بلوچ ہے۔ جو میرٹ پر پہلے نمبر پر آتا ہے خواہ وہ کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہو اُسکو وہ حق دیا جائے۔ بد قسمتی سے پچھلے سالوں میں، آپ سب جانتے ہیں کہ یہاں

پیسوں پر کام کیا گیا ہے۔ یہاں نوکریاں نیچی گئی ہیں۔ ایک غریب آدمی اگر اپنے بچے کو پڑھاتا ہے، تو پھر اُسکی ملازمت کیلئے لاکھوں روپے کہاں سے لائیگا؟ آئندہ اس فعل کو بند ہونا چاہیے۔ اسکے ساتھ ہی اس ایوان سے میری گزارش ہے کہ ہر طرح کا امتیازی قانون، جس میں کسی بھی فرقے کے ساتھ جبر کیا جاتا ہے۔ کسی بھی قوم کے ساتھ تعصب کیا جاتا ہے اُسکا خاتمہ ہونا چاہیے۔ ہم سب انسان ہیں۔ ہم سب اس شہر کے رہنے والے ہیں۔ ہم سب اس صوبے کی ترقی چاہتے ہیں۔ تو پھر یہ امتیاز کیوں کیا جاتا ہے؟ کیوں اسکوفرقوں میں بانٹا جاتا ہے کیوں اسکومختلف اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟ سب کی خدمات کو لے کر اس صوبے کی ترقی کیلئے کام کیا جانا چاہیے۔ اس آئین میں باقاعدہ طور پر یہ منظور کیا گیا ہے کہ غیر مسلم کو پانچ فیصد کوٹہ دیا جائیگا۔ باقاعدہ یہ درج ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہاں ہمارے محکمہ جات کے آفیسران بیٹھے ہیں۔ اس پر عمل بہت کم ہوا ہے۔ اور اسکے ساتھ خاص طور پر یہ نوٹ کیجئے sir کہ کلاس فور میں جو بھرتیاں کی گئی ہیں، پچھلے سالوں میں۔ وہ غیر مسلم کی نہیں اکثریتی طبقے کی کی گئی ہیں۔ اور کیا نتیجہ نکلا کہ کام نہیں ہوتا تھا۔ وہ صرف تنخواہ لینے آتے تھے۔ کسی کا حق نہیں مارا جائے۔ چاہئے جسکا حق ہے اُسکو وہ حق ملنا چاہیے۔ یہ ہماری آپکے توسط سے ہمارے اس ایوان کے آئیوا لے نامزد جو Leaders ہیں، اُن سے ہماری یہ گزارش ہے کہ وہ ان حق تلفیوں کی آئندہ نہ صرف تلافی کریں بلکہ باقاعدہ طور پر بیورو کریسیز کو یہ مطلع کیا جائے کہ جو بھی حقدار ہیں جسکا جہاں کوٹہ بنتا ہے اُسکو منصفانہ طریقے سے عطا کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ میرا صدمہ کر دیا کی چٹ آئی تھی کہ آپ مجھے یاد نہیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ request بھیجیں تو یاد ہی یاد ہے۔ میں نے ابھی، اشاروں کی زبان میں نہیں سمجھ سکا

اُنکی۔ سردار ڈر محمد ناصر صاحب! Please take the floor.

سردار ڈر محمد ناصر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے میں جناب اسپیکر جان محمد جمالی صاحب اور جناب ڈپٹی اسپیکر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو اس معزز ایوان میں بلا مقابلہ نگہبان منتخب ہونے پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ صاحبان سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر خوش اسلوبی سے اس ایوان کو چلائیں گے۔ جناب اسپیکر! میرا پارلیمانی لیڈر سردار ثناء اللہ صاحب نے تفصیل سے بات کی۔ میں مختصر بات کرونگا۔ جناب اسپیکر! میں پہلی بار



پھر علاقائی، ملکی وجہ سے بھائی بھائی ہیں۔ پھر صوبہ بلوچستان کے حوالے سے بھائی بھائی ہیں۔ ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ ہمارے صوبے میں ترتیب وار اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر اور وزیر اعلیٰ مختلف طریقوں سے یہاں جو بھائیوں کے ذمے کام لگتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکو مبارک کرے۔ اور ہمارے لئے اور پورا صوبے کیلئے اسکو کارآمد بنائے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو ممبر جس علاقے سے آئے ہیں۔ آج اگر ہمارے اس ایوان کا اسپیکر بنا ہے۔ ہر علاقے والوں کی تو اسپیکر تک نظر نہیں پہنچتی نہ ہی اسکو دیکھ سکتا ہے۔ وہ اپنے علاقے سے بھیجا ہوا امیدوار کو اسپیکر سمجھتے ہیں۔ ہر علاقے والے اپنے علاقے سے بھیجا ہوا امیدوار کو ڈپٹی اسپیکر سمجھتے ہیں۔ اور اسی طرح تمام علاقوں والے اپنے امیدواروں کو مثال قائد ایوان جب بنیں، وہ انکو جانتے ہیں نہ انکو سنتے ہیں نہ انکو دیکھتے ہیں۔ اپنے امیدوار کو پیٹک وزیر اعلیٰ تو نہیں ہوگا لیکن اُسکی نقل تو یقیناً سمجھتے ہو گئے۔ اور یہ تب بنے گا ان لوگوں کی خواہش اور ان لوگوں کی امید تب پوری ہوگی کہ وہ اپنے امیدوار کو اسپیکر اور وزیر اعلیٰ یا اسمبلی میں جو اور ذمہ واری وزارتوں کی جس کے ذمے لگتی ہے۔ اگر یہ لوگ بھی اپنی ذمہ واریوں میں، یہ حلقوں سے آئے ہوئے امیدواروں کو اپنی ہی نظر سے دیکھتے رہیں تب ان غریبوں کا یہ جذبہ اور ان کا یہ مسئلہ حل ہوگا۔ اگر یہ حضرات یہ کہیں گے کہ ہم مثال اسپیکر بنے ہیں یا وزیر اعلیٰ بنے ہیں یا کوئی اور ذمہ واری ہماری ذمے لگی ہے۔ وزارت ہے، فلاں کے آدمی کے ذمہ تو وزارت نہیں ہے۔ میرے خیال میں پھر ان حلقوں کے عوام کے ساتھ، شاید میں تو نا انصافی نہیں کہوں گا، بے ادبی ہے۔ اگر اللہ اسکو نا انصافی کہے۔ تو اللہ نا انصافی کا حساب لیتے ہیں۔ اور اللہ جب حساب لے گا تو اُس کا حساب سخت ہوگا۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ - إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ - جب اللہ پکڑتا ہے تو اُسکا پکڑنا ذرا سخت ہوتا ہے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں ہمیشہ کیلئے اس مبارک ایوان کے ساتھ مخلص اور وفادار بنائے۔

وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

جناب اسپیکر: شکر یہ معاذ اللہ صاحب۔ میر عاصم کرد! Please take the floor.

میر محمد عاصم کرد گیلو: مہربانی اسپیکر صاحب! ہمارے نو منتخب جو Leader of the

House ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ گری میں بات کریں۔

جناب اسپیکر: کیا بات کریں؟

میر محمد عاصم کر دیگیلو: گر دی میں، ہاں۔

جناب اسپیکر: اچھا!

میر محمد عاصم کر دیگیلو: تو ابھی میں گر دی میں بات کرونگا۔ آپ نے کوئی Translator نہیں لایا ہے ان لوگوں کو تو سمجھ نہیں آئیگا۔ اب میں اگر کسی کو برا بھلا کہوں وہ لوگ خاموش بیٹھیں گے؟ جناب اسپیکر: نہیں، آپ ایسا آدمی نہیں ہیں کہ آپ کسی کو برا بھلا کہیں۔ بنیادی طور پر آپ اچھا آدمی ہیں۔

میر محمد عاصم کر دیگیلو: تو اس کیلئے آپ آئندہ اجلاس میں کسی Translator کا انتظام کریں تاکہ ان لوگوں کو سمجھ آ جائیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ جناب اسپیکر: آپ کو ویسے بھی گڑبڑ آدمی، خاتون کی ضرورت ہے۔ Translator لے آئیں۔

میر محمد عاصم کر دیگیلو: اچھا! تو میں ادھر لاؤنگا۔ اچھا اسپیکر صاحب! میں اپنی طرف سے آپکو اور اپنے ڈپٹی اسپیکر میر قدوس بزنجو کو وہ تو موجود ہی نہیں ہیں چلے گئے۔ بلا مقابلہ منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! آپ پہلے بھی ہمارے colleague رہے ہیں۔ کافی عرصہ بعد اپنے گھر واپس آئے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بلوچستان اسمبلی آئے ہیں۔ میں اُسکے لئے بھی آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ہمارے elected Members ہیں جو elect ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں انکو بھی اسمبلی آنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! میں آپکا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سارے ہمارے Members ابھی میرے خیال میں تھکے ہوئے ہیں اور انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے اور انکو کھانا بھی کھانا ہوگا۔ اور کچھ لوگوں نے نماز بھی نہیں پڑھی ہے۔ سب سے پہلے میں چیف آف جھالاوان کے ساتھ جو حادثہ پیش آیا تھا۔ اُنکے فرزند شہید میر سکندر، اُسکے بھائی میر مہر اللہ اور اُسکے بھتیجے میر زبیر جو شہید ہوئے تھے۔ اور خندہ پیشانی سے جو انہوں نے یہ شہادت قبول کی ہے۔ انکے والد محترم نے، میں اُسے آفرین دیتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! اُسکے بعد جو بلوچستان میں ہمارے نامزد چیف منسٹر کیلئے نام دیا گیا ہے، میر عبدالملک بلوچ صاحب کا۔ یہ بھی ہمارے پرانے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ اپنے آپکو ڈاکٹر عبدالملک کہتے ہیں میر عبدالملک نہیں کہتے۔

میر محمد عاصم کردگیلو: مکران میں انکو میر کہتے ہیں اسپیکر صاحب! آپکو پتا ہی نہیں ہے۔ آپ اسی time سے ہیں آپکو پتا ہونا چاہیے۔ میر کہتے ہیں مکران میں۔ تو یہ بھی ہمارے پرانے colleague ہیں۔

جناب اسپیکر: رئیس زادہ ہیں۔ رئیس زادہ۔

میر محمد عاصم کردگیلو: 1990ء سے ہم اس اسمبلی میں اکٹھے ہیں۔ میں اسکو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ بلوچستان کیلئے ایک نیک شگون ہوگا۔ کہ ہماری ساری جو major پارٹیاں ہیں انہوں نے اپنا Leader of the House اسے منتخب کیا ہے۔ منتخب کرنے جارہے ہیں۔ اسپیکر صاحب! سارے دوستوں نے کچھ بلوچستان کے مسئلوں پر روشنی ڈالی۔ وقت بہت پڑا ہے۔ خدا کرے یہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں اور ہم زندہ رہیں۔ وہ پانچ سال پڑے ہونگے۔ اُسکے لئے جو بلوچستان کے مسائل ہیں انکو یہاں گونجے کیلئے، ہم اپنی آواز سے پہلے بھی، شاید ترین صاحب نے اس اسمبلی کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ بلوچستان میں ہمہ وقت، آپ اس اسمبلی کا record اٹھا کر دیکھیں کہ لاء اینڈ آرڈر کیلئے، اغواء برائے تاوان اور دوسرے مسئلوں پر ہمیشہ یہاں آواز گونجتی رہی ہے۔ اگر آپ اسمبلی کے record کا مطالعہ کریں آپکو پتا چلے گا۔ ایسا نہیں کہ یہاں کوئی خاموش بیٹھا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ سارے ہمارے بھائی ہیں۔ بلوچستان کی روایات اپنی جگہ۔ یہاں سارے اقوام بلوچ، پشتون، سیٹلر، ہزارہ۔ ہم بچپن سے ہی یہاں کونٹہ میں رہے ہیں۔ اسکول بھی۔ یہاں ہم نے پرائمری سے لیکر انٹر کالج تک۔ یہاں بلوچستان کے تمام اقوام بھائیوں کی طرح ہمیشہ سے ایک دوسرے سے ملنا اُنکی محبتیں اُنکی رشتہ داریاں ہمیشہ رہی ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایک زمانے میں ہم جاتے تھے، جو ہماری شیعہ برادری کے جلوس یہاں سے نکلتے تھے، ایک سپاہی بھی نہیں ہوتا تھا۔ ہم کھڑے ہوتے تھے وہاں سبیلوں سے شربت پیتے تھے۔ اسپیکر صاحب! یہ مسئلے جب سے یہ ڈکٹیٹر شپ آئی ضیاء الحق کی۔ یہ مسئلے سارے وہاں سے پیدا ہوئے۔ یہ کلاشکوف کلچر، فرقہ پرستی دوسرے جتنے بھی معاملات ہیں یہ سارے وہاں سے چل پڑے اس سے پہلے بالکل نہیں تھے اسکا concept ہی نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے ہم جناح روڈ پر یا ہم اسکول جاتے تھے۔ ہمارے خان شہید خان عبدالصمد خان وہ بالکل اکیلا پھرتے تھے۔ ہمارے نواب اکبر خان بگٹی اکیلا پھرتے تھے۔ یہ اولڈ ہاؤس میں بیٹھے

ہوتے تھے۔ اُس time یہ کلاشکوف کلچر نہیں تھا۔ جب سے ڈکٹیٹر شپ بنی ہے یہ سارے کلچر شروع ہوئے ہیں۔ اسپیکر صاحب! ہمارے سارے colleagues انتظار میں ہیں۔ تو میں آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ دوستوں نے کافی روشنی ڈالی۔ اور اسکے بعد پھر یہ اسمبلی چلتی رہیگی۔ انشاء اللہ ہم اس پر روشنی ڈالیں گے۔ اسی پر میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

thank you۔ مہربانی، شکر یہ۔۔۔ (ڈیک بجاے گئے)

جناب اسپیکر: بہت مہربانی، شکر یہ۔ میں معزز اراکین کو تھوڑا اعتماد میں لینا چاہتا ہوں۔ پرانے ادوار میں یہ ہوا ہے کہ زیر بحث بھی باتیں آئیں۔ اور ہوا بھی یہی کہ گارڈ آف آئندے کر لوگوں کو روانہ کیا گیا۔ ہم اپنی پارلیمانی روایت علیحدہ بنانا چاہتے ہیں کہ جو سابقہ اسپیکر جانیگے ہم انکو farewell دینا چاہتے ہیں۔ ایک نیا نظام شروع ہو کہ Parliamentarians کی عزت بڑھے۔ اسی لئے شام کو آپ سب دوستوں کو میرے خیال میں cards مل گئے ہونگے۔ مقصد ہے سابقہ اسپیکر کو روانہ کرنا اور خود آپس میں مل بیٹھنا کہ مزید understanding پیدا ہو۔ آج رات 9:00 بجے ادھری اسمبلی کے lawn پر۔ دوسرا ایک آئینی قانونی ہیج ہے اسمیں۔ prorogation میں پڑھونگا۔ لیکن آپکو 9 تاریخ کو قائد ایوان چننے کیلئے پھر اکٹھا ہونا پڑیگا۔ 9 تاریخ صبح 10:00 بجے، اتوار کے دن ہم working-Sunday منائیں گے۔ اور انشاء اللہ نیا قائد ایوان۔۔۔ (مداخلت) جی! کیا آپ 10:00 بجے نہیں پہنچ سکتے؟ جیسے آپکی مرضی۔ میں نے ایک Advisory Committee un-officially ایک تھی۔ جسمیں کہ time جب ~~10:00 بجے دیکھئے تو 11:00 بجے تک آپ لوگ آجائینگے۔ یہ 11:00 بجے اگر دینے تو پھر 12:00 بجے جائینگے۔ جیسے آپکی رائے ہو؟ 11:00 بجے، تو یہ please ذہن نشین کر لیں، آپ بکھر نہ جائیں۔ 9 تاریخ کی صبح 11:00 بجے پھر انشاء اللہ اکٹھے ہونگے۔ اور قائد ایوان چنیں گے۔ اور اسی دن انشاء اللہ قائد ایوان کو حلف بھی دیا جائیگا۔ یہ request ہم put-up کر دینگے۔ تو ابھی ہم چار دن کیلئے prorogue کریں گے۔ پھر سیکرٹریٹ ہی دوبارہ call کرالے گا، کاغذی کارروائی کر کے۔ کہ 9 تاریخ کی صبح کو ہم اکٹھے ہو جائیں۔ کہ وہ کارروائی مکمل ہو جائے۔ لیکن تین چار دن میں جو میرے محترم ہیں Parliamentary Leaders انہوں نے کہا ہے ”ہمیں time دیں کہ آپس میں ہم کچھ coordination کر لیں رابطہ~~

کر لیں اور چیزوں کو سہل طریقے سے نمٹا سکیں، اور سب کا شکر یہ کہ آپ نے time دیا۔  
 سردار ثناء اللہ بھی میرے ساتھ کبھی کبھی مذاق کر جاتے ہیں۔ اور ڈاکٹر مالک بھی ”کہ آپ  
 تین، چار گھنٹے بیٹھو گے کیسے ادھر seat پر؟“ میں نے کہا ”نہیں، بیٹھ کر کے کرتے ہیں۔ جب  
 وقت آتا تو نبھا دیتے ہیں“۔ بہت مہربانی۔

### **ORDER**

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Nawab Zulfiqar Ali Magsi , Governor Balochistan , hereby order that on conclusion of business the Provincial Assembly of Balochistan shall stand proroued on Tuesday , the 4th June,2013.

sd/

( **Nawab Zulfiqar Ali Magsi** )

Governor Balochistan

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
 (اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 3 بجکر 45 منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)

حُتْر شُك

